قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر۔ ابوسعید

Online Edition

سوموار 14 دسمبر 2020ء | 28 ربیع الثانی 1442 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:295

ارشاد باری تعالیٰ

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ۔ الَّذِیۡنَ ہُمۡ فِیۡ صَلَاتِہِمۡ خٰشِعُوۡنَ۔ وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ۔ وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوۡنَ۔ وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ لِفُرُوۡجِہِمۡ حٰفِظُوۡنَ۔

(سورۃ المومنون آیات 2 تا 6)

ترجمہ:۔ یقیناً مومن کامیاب ہوگئے (2) وہ جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں (3) اور وہ جو لغو سے اِعراض کرنے والے ہیں (4) اور وہ جو زکوٰۃ (کا حق) ادا کرنے والے ہیں (5) اور وہ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حقیقی مفلس

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے حقیقی مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوۃ کے ساتھ آئے گا اور اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر بہتان لگایا ہوگا اور کسی کا مال کھایا ہوگا اور کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا۔ پس اس کی نیکیاں ان لوگوں کو دے دی جائیں گی جن کے ساتھ اس نے یہ سلوک کیا ہوگا۔ اگر اس کی نیکیاں اس کا حساب برابر ہونے سے قبل ختم ہوگئیں تو ان لوگوں کے جو گناہ ہیں اس ظلم کرنے کی وجہ سے اس کے سر پہ ڈال دیئے جائیں گے اور پھر اس کو آگ میں پھینک دیا جائے گا۔

(مسلم۔ کتاب البر والصلۃ۔ باب تحریم الظلم)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

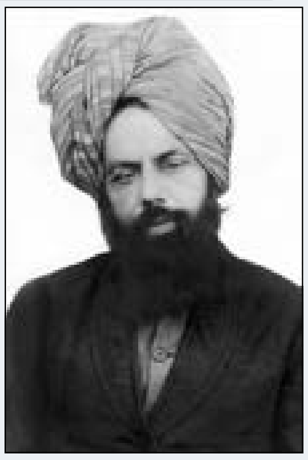

لغویات، گناہ بے لذّت ہے

’’دوسرا کام مومن کا یعنی وہ کام جس سے دوسرے مرتبہ تک قوت ایمانی پہنچتی ہے اور پہلے کی نسبت ایمان کچھ قوی ہو جاتا ہے، عقلِ سلیم کے نزدیک یہ ہے کہ مومن اپنے دل کو جو خشوع کے مرتبہ تک پہنچ چکا ہے لغو خیالات اور لغو شغلوں سے پاک کرے۔ کیونکہ جب تک مومن یہ ادنیٰ قوت حاصل نہ کر لے کہ خدا کے لئے لغو باتوں اور لغو کاموں کو ترک کر سکے جو کچھ بھی مشکل نہیں اور صرف گناہ بے لذت ہے اس وقت تک یہ طمع خام ہے کہ مومن ایسے کاموں سے دستبردار ہو سکے جن سے دستبردار ہونا نفس پر بہت بھاری ہے اور جن کے ارتکاب میں نفس کو کوئی فائدہ یا لذت ہے۔ پس اس سے ثابت ہے کہ پہلے درجہ کے بعد کہ ترکِ تکبر ہے دوسرا درجہ ترکِ لغویات ہے۔ اور اس درجہ پر وعدہ جو لفظ اَفۡلَحَ سے کیا گیا ہے یعنی فوزِ مرام اس طرح پر پورا ہوتا ہے کہ مومن کا تعلق جب لغو کاموں اور لغو شغلوں سے ٹوٹ جاتا ہے تو ایک خفیف سا تعلق خدا تعالیٰ سے اس کو ہو جاتا ہے اور قوت ایمانی بھی پہلے سے زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ اور خفیف تعلق اس لئے ہم نے کہا کہ لغویات سے تعلق بھی خفیف ہی ہوتا ہے۔ پس خفیف تعلق چھوڑنے سے خفیف تعلق ہی ملتا ہے‘‘۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 230-231)

’’رہائی یافتہ مومن وہ لوگ ہیں جو لغو کاموں اور لغو باتوں اور لغو حرکتوں اور لغو مجلسوں اور لغو صحبتوں سے اور لغو تعلقات سے اور لغو جوشوں سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔‘‘

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد سوم سورۃ النحل تا سورۃ یٰس صفحہ 359)

فرمان خلیفہ وقت

’’وہ اعمال کیا ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی جنتوں کے وارث ہو گے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ اس کے مختلف درجے ہیں۔ فرمایا پہلا زینہ یا درجہ نمازوں میں عاجزی دکھانا ہے۔ دوسرا زینہ یہ ہے کہ لغویات سے پرہیز کرنا۔ تیسرا درجہ اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرنا ہے۔ پھر چوتھی سیڑھی یا درجہ یہ ہے کہ فروج کی حفاظت کرنا یعنی شرم گاہوں کی۔ اسی طرح منہ آنکھ کان وغیرہ کی بھی حفاظت کرنا اور ان کا صحیح استعمال کرنا۔ پھر پانچواں قدم اس سیڑھی کا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق سے کئے گئے عہدوں اور وعدوں کی ادائیگی۔ پھر چھٹا درجہ ہے کہ نمازوں کی حفاظت کرنے والے یہ لوگ ہوتے ہیں۔ یعنی ایک فکر کے ساتھ اپنی نمازوں کی بروقت ادائیگی کی طرف توجہ رکھتے ہیں۔ تو جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فردوس کے وارث بننے کے لئے، میری جنتوں کے وارث بننے کے لئے تمہیں یہ تمام منزلیں طے کرنی ہوں گی۔ ان میں سے کسی درجے کو بھی کم نہ سمجھو۔ یہ تمہیں بتدریج اُس معیار تک پہنچانے کے لئے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کا معیار ہے۔ اس لئے ان آیات کے شروع میں ہی بتا دیا کہ تمہاری فلاح، تمہاری کامیابی، تمہارا اپنے مقصد کو حاصل کرنے کا دعویٰ اسی صورت میں حقیقت ہوگا جب ہر درجے اور اس سیڑھی کا ہر قدم جس پر تم کامیابی سے چڑھ جاؤ تمہیں اگلے قدم یا اگلے درجے کی طرف لے جانے والا ہو۔ پس نیکیوں کی معراج حاصل کرنے کے لئے تمام نیکیاں بجالانا ضروری ہے۔ اس لئے کسی ایک نیکی کو بھی کسی صورت میں بھی کم نہ سمجھو۔ کیونکہ آخری منزل

بقیہ صفحہ 10 پر

اس شمارہ میں

- اتمامِ حجّت (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- آج کی دعا

دربارِ خلافت

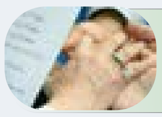

آنحضرت ﷺ کا اسوۂ حسنہ دیکھیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

...پھر ایک روایت ہے حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضورؐ نے فرمایا جس نے اللہ کی خاطر ایک درجہ تواضع اختیار کی اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ رفع کرے گا یعنی اس کو ایک درجہ بلند کرے گا۔ جس نے عاجزی اختیار کی اللہ تعالیٰ اس کو بلند کرے گا یہاں تک کہ اسے علییّن میں جگہ دے گا۔ بہت اونچے مقام پر لے جائے گا اور جس نے اللہ کے مقابل پر ایک درجہ تکبّر اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک درجہ نیچے گرا دے گا یہاں تک کہ اسے اسفل السافلین میں داخل کر دے گا (مسند احمد بن حنبل باقی مسند المکثرین من الصحابۃ جلد ۳ صفحہ ۷۶)۔ یعنی انتہائی نچلے درجے پر جہنم کے بھی نچلے درجے میں لے جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اسفل السافلین میں گرنے سے بچائے۔

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضورؐ نے فرمایا ہر انسان کا سر دو زنجیروں میں ہے۔ ایک زنجیر ساتویں آسمان تک جاتی ہے اور دوسری زنجیر ساتویں زمین تک جاتی ہے۔ جب انسان تواضع یا عاجزی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ زنجیر کے ذریعہ اسے ساتویں آسمان تک لے جاتا ہے اور جب وہ تکبّر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ زنجیر کے ذریعہ اسے ساتویں زمین تک لے جاتا ہے۔ انتہائی نیچے گرا دیتا ہے۔

(کنزالعمال حدیث ۵۷۴۵)

پھر ایک روایت میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس نے دنیا میں اپنا سر بلند کیا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن کاٹ دے گا۔ اور جس نے خدا کی خاطر دنیا میں تواضع اختیار کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف ایک فرشتہ بھجوائے گا جو اسے مجمعے میں سے اپنی طرف کھینچ لے گا اور کہے گا کہ اے صالح بندے اللہ تعالیٰ کہتا ہے میری طرف آ، میری طرف آ، کیونکہ تو ان لوگوں میں سے ہے جن کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

(کنزالعمال ۵۷۴۶)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے مجھے فرمایا کہ اے عائشہ اے عائشہ! عاجزی اختیار کر کیونکہ اللہ تعالیٰ عاجزی اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اور تکبّر کرنے والوں سے نفرت کرتا ہے۔

(کنزالعمال ۵۷۳۴)

اب حضرت عائشہؓ کو حالانکہ ان کا بھی ایک مقام تھا اور بڑی عاجزی تھی ان میں بھی۔ آپؐ نصیحت فرما رہے ہیں کہیں ہلکی سی کوئی چیز دیکھی ہو شائد۔ تو آج کل اگر کسی کو نصیحت کرو تو وہ کہتا ہے کیا ہم تو بڑے عاجز ہیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہم میں عاجزی۔

پھر حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تواضع انسان کو صرف بلندی میں ہی بڑھاتی ہے۔ پس تواضع اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں رفعتیں عطا کرے گا۔

(کنزالعمال حدیث نمبر ۵۷۴۰)

پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے عاجزی اور انکساری کی وجہ سے عمدہ لباس ترک کیا حالانکہ وہ اس کی استطاعت رکھتا ہے تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ اختیار دے گا کہ ایمان کی پوشاکوں میں سے جو پوشاک چاہے پہن لے۔

(ترمذی کتاب الصفۃ القیامۃ باب ما جاء فی صفۃ اوانی الحوض)

اب صرف اس سے یہی مراد نہیں۔ اصل میں تو نیّت مراد ہے۔ اب دیکھیں کہ آج کل بھی شادی بیاہوں میں صرف ایک دو دفعہ پہننے کے لئے دلہن کے لئے یا دولہا کے لئے بھی اور رشتہ داروں کے لئے بھی کتنے مہنگے جوڑے بنوائے جاتے ہیں جو ہزاروں میں بلکہ لاکھوں میں چلے جاتے ہیں، صرف دکھانے کے لئے کہ ہمارے جہیز میں اتنے مہنگے مہنگے جوڑے ہیں یا اتنے قیمتی جوڑے ہیں یا ہم نے اتنا قیمتی جوڑا پہنا ہوا ہے۔ صرف فخر اور دکھاوا ہوتا ہے۔ کیونکہ پہلے تو یہ ہوتا تھا پرانے زمانے میں کہ قیمتی جوڑا ہے تو آئندہ وہ کام بھی آجاتا تھا۔ کام سچا ہوتا تھا اچھا ہوتا تھا پھر اب تو وہ بھی نہیں رہا کہ جو اگلی نسلوں میں یا اگلے بچوں کے کام میں آجائیں ایسے کپڑے۔ یونہی ضائع ہو جاتے ہیں، ضائع ہو رہے ہوتے ہیں۔ پھر فیشن کے پیچھے چل کر دکھاوے اور فخر کے اظہار کی رو میں بہہ کر قرآن کریم کے اس حکم کی بھی خلاف ورزی کر رہے ہوتے ہیں کہ اپنی زینتوں کو چھپاؤ۔ فیشن میں بس ایسے ایسے عریاں قسم کے لباس سل رہے ہوتے ہیں کسی کو کوئی خیال ہی نہیں ہوتا۔ تو احمدی بچوں اور احمدی خواتین کو ایسے لباسوں سے جن سے ننگ ظاہر ہوتا ہو پرہیز کرنا چاہئے۔ اور پھر فخر کے لئے لباس پہنیں گے تو دوسری برائیاں بھی جنم لیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی بچی ہر احمدی عورت کو ایمان کی پوشاک ہی پہنائے اور دنیاوی لباس جو دکھاوے کے لباس ہیں ان سے بچائے رکھے۔ اسی طرح مرد بھی اگر دکھاوے کے طور پر کپڑے پہنتے ہیں، لباس پہن رہے ہیں تو وہ بھی اسی زمرے میں آتے ہیں۔ صاف ستھرا اچھا لباس پہننا منع نہیں۔ اس سوچ کے ساتھ یہ لباس پہننا منع

بقیہ صفحہ 9 پر

اتمامِ حجّت

نشاں کو دیکھ کر اِنکار کب تک پیش جائے گا
ارے اِک اور جھوٹوں پر قیامت آنے والی ہے

یہ کیا عادت ہے کیوں سچی گواہی کو چھپاتا ہے
تری اِک روز اے گستاخ شامت آنے والی ہے

ترے مکروں سے اے جاہل مرا نقصاں نہیں ہرگز
کہ یہ جاں آگ میں پڑ کر سلامت آنے والی ہے

اگر تیرا بھی کچھ دیں ہے بدل دے جو مَیں کہتا ہوں
کہ عزت مجھ کو اور تجھ پر ملامت آنے والی ہے

بہت بڑھ بڑھ کے باتیں کی ہیں تو نے اور چھپایا حق
مگر یہ یاد رکھ اِک دن ندامت آنے والی ہے

خدا رُسوا کرے گا تم کو مَیں اعزاز پاؤں گا
سُنو اے منکرو اب یہ کرامت آنے والی ہے

خدا ظاہر کرے گا اِک نشاں پُر رعب و پُر ہیبت
دلوں میں اس نشاں سے استقامت آنے والی ہے

خدا کے پاک بندے دوسروں پر ہوتے ہیں غالب
مری خاطر خدا سے یہ علامت آنے والی ہے

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 595)

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 11؍ دسمبر 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے

جبرئیلؑ نے رسول اللہ ﷺ سے علیؓ کی تعریف کی تو آپؐ نے فرمایا کہ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ اس پر جبرئیلؑ نے کہا میں آپ دونوں میں سے ہوں

غزوۂ تبوک رجب 9 ہجری کے موقعے پر نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ کو مدینے میں اپنا قائم مقام مقرر فرمایا

الجزائر اور پاکستان میں احمدیوں کے لیے نامساعد حالات کے پیش نظر خصوصی دعا کی تحریک

مکرم رشید احمد صاحب ابن مکرم محمد عبداللہ صاحب آف ربوہ کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 11؍ دسمبر 2020ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت مکرم رانا عطاء الرحیم صاحب کے حصے میں آئی۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت علیؓ کا ذکر چل رہا تھا، آج اور آئندہ چند خطبات میں وہی جاری رہے گا۔ غزوۂ احد میں جب حضرت مصعب بن عمیرؓ شہید ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے جھنڈا حضرت علیؓ کے سپرد فرمایا۔ آپؓ نے مشرکین کے عَلَم بردار طلحہ بن ابوطلحہ سمیت کفار کے متعدد دستوں کو تہ تیغ کیا چنانچہ جبرئیلؑ نے رسول اللہ ﷺ سے علیؓ کی تعریف کی تو آپؐ نے فرمایا کہ علی مجھ سے ہے اور مَیں علی سے ہوں۔ اس پر جبرئیلؑ نے کہا مَیں آپ دونوں میں سے ہوں۔ حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ احد میں آپؐ کو شہداء میں نہ پاکر مَیں نے فیصلہ کرلیا کہ اب لڑتے لڑتے شہید ہوجاؤں گا۔ پس مَیں نے کفار پر اس زور سے حملہ کیا کہ وہ منتشر ہوگئے اور مَیں نے دیکھا کہ آپؐ ان کے درمیان ہیں۔ غزوۂ احد میں رسول اللہ ﷺ زخمی ہوئے تو آپؐ کا زخم دھونے کی سعادت بھی حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کے حصّے میں آئی۔ ایک روایت کے مطابق غزوۂ احد میں حضرت علیؓ کو سولہ زخم لگے تھے۔

غزوۂ خندق، شوال 5؍ ہجری میں جب عکرمہ بن ابوجہل اور بعض دیگر مشرکین نے خندق کو پار کرکے مقابلے کے لیے اشعار پڑھ کر دعوت دی تو حضرت علیؓ نے اس کا جواب دیا۔ آنحضرت ﷺ نے علیؓ کو اپنی تلوار دی، عمامہ باندھا اور دعا دے کر رخصت کیا۔ حضرت علیؓ نے اپنے مدِ مقابل عمرو بن عبدِ وُدّ، جو اپنی بہادری کی وجہ سے ایک ہزار سپاہیوں کے برابر سمجھا جاتا تھا کو قتل کیا تو اس کے ساتھی پشت پھیر کر بھاگ گئے۔ کفار عمرو بن عبدِ وُدّ کی لاش کے بدلے دس ہزار درہم دینے کو تیار تھے لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے لے جاؤ! ہم مُردوں کی قیمت نہیں کھاتے۔

صلح حدیبیہ کے موقعے پر جب کفار نے آنحضرت ﷺ کے نام کے ساتھ 'رسول اللہ' کے الفاظ لکھے جانے پر اعتراض کیا تو آپؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ اسے مٹادو۔ حضرت علیؓ نے شش و پنج کا اظہار کیا تو آنحضور ﷺ نے ازخود ان الفاظ کو مٹادیا۔

غزوۂ خیبر، محرّم اور صفر 7؍ ہجری کے موقعے پر خیبر کا سردار مرحب اپنی تلوار لہراتا ہوا بڑے مغرورانہ انداز میں نکلا۔ حضرت سلمہ بن اکوع کے چچا عامر اس کے مقابلے پر سامنے آئے مگر اپنی ہی تلوار کا زخم لگنے سے شہید ہوگئے۔ بعض صحابہ نے عامر کے اپنی ہی تلوار کے وار سے مارے جانے پر گمان کیا کہ شاید اُن کے عمل باطل ہوگئے ہوں۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عامر کے لیے تو دہرا اجر ہے۔ غزوۂ خیبر کے موقعے پر حضرت علیؓ کی آنکھیں آئی ہوئی تھیں جن پر آنحضور ﷺ نے لعابِ دہن لگایا تو وہ ٹھیک ہوگئیں۔ آپؓ نے نہایت بہادری اور بے جگری سے لڑتے ہوئے مرحب کو قتل کیا۔

غزوۂ خیبر کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو خدا تعالیٰ نے بتادیا تھا کہ اس شہر کی فتح حضرت علیؓ کے ہاتھ پر مقدر ہے۔ آپؐ نے صبح اعلان کیا کہ مَیں اسلام کا جھنڈا آج اس کے ہاتھ میں دوں گا جس کو خدا اور اس کا رسول اور مسلمان پیار کرتے ہیں۔ آنحضور ﷺ نے اسلامی پرچم حضرت علیؓ کے سپرد فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے آپؓ کے ہاتھ پر مسلمانوں کو فتح دی۔ اسی جنگ کے دوران حضرت علیؓ ایک یہودی جرنیل سے لڑتے لڑتے اس کی چھاتی پر چڑھ کر بیٹھ گئے۔ آپؓ اس کی گردن اُڑانے والے تھے کہ اس یہودی نے آپؓ کے منہ پر تھوک دیا۔ اس پر حضرت علیؓ اس یہودی سے الگ ہوگئے اور پوچھے جانے پر فرمایا کہ مَیں تم سے خدا کی رضا کے لیے لڑ رہا تھا مگر جب تم نے میرے منہ پر تھوک دیا تو مجھے غصّہ آگیا اور مَیں نے سمجھا کہ اب اگر مَیں تمہیں قتل کروں گا تو میرا قتل کرنا اپنے نفس کے لیے ہوگا، خدا کے لیے نہیں ہوگا۔

جب سورۂ توبہ نازل ہوئی تو آنحضور ﷺ حضرت ابوبکرؓ کو بطور امیر حج بھجوا چکے تھے۔ آنحضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یہ سورت حضرت ابوبکرؓ کی طرف بھیج دیں تو آپؐ نے فرمایا کہ میرے اہلِ بیت میں سے کسی شخص کے سوا کوئی یہ فریضہ میری طرف سے ادا نہیں کرسکتا۔ پس نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ کو اس متبرک امانت اور حجاج کے لیے پیغام دے کر روانہ فرمایا۔ اس حج کے موقعے پر حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کی حج کے امور پر نگرانی کی اور جب قربانی کا دن آیا تو حضرت علیؓ نے آنحضور ﷺ کا پیغام لوگوں تک پہنچادیا۔

فتح مکّہ سے پہلے آنحضور ﷺ نے حضرت زبیرؓ، مقداد بن اسودؓ اور علیؓ کو ایک شتر سوار عورت کے پیچھے روانہ فرمایا جسے حاطب بن ابی بلتعہ نے اہلِ مکّہ کے مشرکوں کے نام خط لکھ کر دیا تھا۔ یہ تینوں صحابہ نہایت سرعت کے ساتھ اس عورت تک پہنچے اور خط لے کر واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آنحضور ﷺ نے حاطب بن ابی بلتعہ سے اس حرکت کی وجہ دریافت فرمائی تو انہوں نے عرض کیا کہ مَیں نے کسی کفر یا ارتداد کی وجہ سے یہ کام نہیں کیا بس مَیں یہ چاہتا تھا کہ مکّے والوں پر کوئی احسان کردوں جس کا بعد میں وہ پاس کریں۔

فتح مکّہ کے موقعے پر حضرت علیؓ نے آنحضور ﷺ سے 'سقایہ' یعنی حج کے موقعے پر پانی پلانے کی ڈیوٹی کے ساتھ 'حجابہ' یعنی خانہ کعبہ کو کھولنے اور بند کرنے کی ذمہ داری سونپے جانے کی بھی درخواست کی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن طلحہ کو طلب کیا اور چابیاں دیتے ہوئے فرمایا کہ اے عثمان! یہ تیری چابی ہے نیز حضرت علیؓ سے فرمایا کہ مَیں تم لوگوں کو وہی چیز دوں گا جس میں تم لوگوں کے لیے خیر اور برکت ہوگی اور مَیں تم کو وہ چیز نہیں دوں گا جس کی تم خود ذمہ داری لینا چاہو۔

غزوۂ حنین شوال 8 ہجری میں مہاجرین کا جھنڈا حضرت علیؓ کے پاس تھا۔ جب دورانِ جنگ گھمسان کا رَن پڑا تو آنحضور ﷺ کے گرد چند صحابہ ہی رہ گئے تو ان چند صحابہ میں حضرت علیؓ بھی شامل تھے۔

سریہ بنوطئ کے موقعے پر آنحضور ﷺ نے حضرت علیؓ کی زیرِ کمان ڈیڑھ سو افراد کو روانہ فرمایا۔ حضرت علیؓ بنو حاتم پر حملہ آور ہوئے اور ان کے بت فلس کو منہدم کردیا۔ اس سریے سے آپؓ بہت سا مالِ غنیمت اور قیدی لے کر واپس لوٹے۔

غزوۂ تبوک رجب 9؍ ہجری کے موقعے پر نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ کو مدینے میں اپنا قائم مقام مقرر فرمایا۔ حضرت علیؓ نے عرض کی کہ آپؐ مجھے بچوں اور عورتوں میں پیچھے چھوڑ کر جاتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ کیا تم خوش نہیں ہوتے کہ تمہارا مقام مجھ سے وہی ہے جو ہارون کا موسیٰ سے تھا مگر یہ بات ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

10؍ ہجری میں آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کو اہلِ یمن کی طرف بھجوایا تاکہ آپؓ انہیں اسلام کی طرف بلائیں۔ حضرت علیؓ سے پہلے حضرت خالد بن ولیدؓ کو بھی بھجوایا گیا تھا لیکن اہلِ یمن نے انکار کردیا تھا۔ جب حضرت علیؓ نے اہلِ یمن کو آپؐ کا خط پڑھ کر سنایا تو پورے ہمدان نے ایک ہی دن میں اسلام قبول کرلیا۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے قاضی بناکر یمن بھیجا تو مَیں نے عرض کیا کہ مَیں نوجوان ہوں مجھے قضا کا کچھ عِلم نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ ضرور تیرے دل کو ہدایت دے گا اور تیری زبان کو ثبات بخشے گا۔ پس جب تیرے سامنے دو جھگڑا کرنے والے بیٹھیں تو دونوں فریقوں کی بات سنے بنا فیصلہ نہ کرنا۔

حضرت عمرو بن شاس اسلمی کہتے ہیں کہ مَیں حضرت علیؓ کے ہم راہ یمن کے سفر میں شامل تھا۔ دورانِ سفر حضرت علیؓ سے مَیں نے سختی محسوس کی اور واپس آکر مسجد میں اس بات کی شکایت بھی کردی اور یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گئی۔ ایک دن مَیں مسجد میں داخل ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے تیز نظروں سے دیکھا اور فرمایا اے عمرو! خدا کی قسم تُو نے مجھے اذیت دی ہے۔ مَیں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مَیں پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ آپؐ کو تکلیف پہنچاؤں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا جس نے علی کو اذیت دی تو اس نے مجھے اذیت دی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؓ کا ذکر آئندہ جاری رہنے کا ارشاد فرمانے کے بعد الجزائر اور پاکستان سے متعلق دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ گذشتہ جمعے الجزائر کا ذکر نہیں ہوا تھا۔ وہاں بھی احمدیوں پر کافی سخت حالات ہیں۔ بعض احمدیوں کو اسیر بھی بنایا گیا ہے۔ ان کے لیے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کے حالات میں آسانی پیدا کرے۔ اسی طرح پاکستان کے حالات بھی سختی کی طرف ہیں اس لیے دعا کریں کہ اگر افسران اور مولویوں کا یہی مقدر ہے کہ انہیں عقل نہیں آنی تو اللہ تعالیٰ جلد ان کی پکڑ کے سامان پیدا فرمائے۔ آمین

خطبے کے اختتام پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم رشید احمد صاحب ابن مکرم محمد عبداللہ صاحب آف ربوہ کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔ مرحوم 28؍ اکتوبر کو 76 برس کی عمر میں وفات پاگئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ مکرم طاہر ندیم صاحب مربی سلسلہ عربی ڈیسک کے والد تھے۔ مرحوم بڑے نیک، صالح، شریف النفس، مہمان نواز اور ہمدرد انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ حضورِ انور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

☆…☆…☆

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 20؍ نومبر 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوایوب انصاری کے حق میں دعا فرمائی کہ
اَللّٰھُمَّ احْفَظْ اَبَا اَیُّوْبَ کَمَا بَاتَ یَحْفَظُنِیْ کہ اے اللہ! ابوایوب کی حفاظت فرما جس طرح اس نے پوری رات میری حفاظت کرتے ہوئے گزاری

میری امت اس وقت تک خیر پر باقی رہے گی یا یہ فرمایا کہ فطرت پر قائم رہے گی جب تک وہ مغرب میں تاخیر نہ کریں یہاں تک کہ ستارے چمکنے لگیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابہ حضرت عوف بن حارث بن رفاعہ انصاریؓ اور
حضرت خالد (ابوایوب) انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

چار مرحومین مکرم عبدالحی منڈل صاحب معلم سلسلہ (بھارت)، مکرم سراج الاسلام صاحب معلم سلسلہ ضلع مرشد آباد بنگال (بھارت)،
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نواسے مکرم شاہد احمد خان پاشا صاحب اور مکرم سید مسعود احمد شاہ صاحب شیفیلڈ (یوکے) کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

آج جن صحابی کا پہلے ذکر ہوگا ان کا نام ہے حضرت عوف بن حارث بن رِفَاعَہ انصاریؓ۔ روایات میں آپ کا نام عوف بن حارث اور عوف بن عفراء بیان ہوا ہے۔ عفراء آپ کی والدہ کا نام تھا۔ آپ کا تعلق انصار کے قبیلہ بنو نَجّار سے تھا۔ حضرت معاذؓ اور حضرت معوذؓ حضرت عوفؓ کے بھائی تھے۔ حضرت عوف انصار کے ان چھ افراد میں شامل تھے جنہوں نے سب سے پہلے مکہ آکر بیعت کی۔ آپؓ بیعت عقبہ میں بھی شامل تھے۔ جب آپؓ نے اسلام قبول کیا تو حضرت اَسْعَدْ بن زُرَارَہؓ اور حضرت عُمَارَہ بن حَزْمؓ کے ساتھ مل کر بنو مالک بن نجار کے بت توڑے۔ غزوۂ بدر کے دن جب جنگ جاری تھی تو حضرت عوف بن عفراءؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی کس بات سے زیادہ خوش ہوتا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بات سے کہ اس کا ہاتھ جنگ میں مصروف ہو اور زرہ کے بغیر بے خوف لڑ رہا ہو۔ یعنی اگر جنگ کے میدان میں ہے تو پھر بے خوف ہونا چاہیے۔ اس پر حضرت عوف بن عفراءؓ نے اپنی زرہ اتار دی اور آگے بڑھ کر لڑنا شروع کر دیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ غزوۂ بدر میں ابوجہل نے عوف بن حارث اور آپؓ کے بھائی حضرت معوذ کو شہید کیا تھا۔ حدیث اور سیرت کی کتب میں غزوۂ بدر میں ابوجہل پر حملہ کرنے والے صحابہ کے مختلف نام ملتے ہیں ان میں حضرت عوف بن عفراء کا نام بھی آتا ہے۔ یہ پہلے بھی ایک دفعہ ذکر کر چکا ہوں۔ سنن ابی داؤد میں ہے کہ ان کا نام عوف بن حارث تھا۔

(الطبقات الکبریٰ جلد ۳ صفحہ ۳۷۳ تا ۳۷۵، ۳۷۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۰ء)

(الاصابہ جلد ۴ صفحہ ۶۱۴-۶۱۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۵ء)

(الاستیعاب جلد ۳ صفحہ ۱۲۲۵-۱۲۲۶ مطبوعہ دار الجیل بیروت ۱۹۹۲ء)

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب فضل من شھد بدرًا حدیث ۳۹۸۸)

(صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب من لم یخمس الاسلاب... حدیث ۳۱۴۱)

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب قتل ابی جھل حدیث ۳۹۶۳) (سنن ابی داؤد کتاب الجھاد باب فی الاسیر یوثق حدیث ۲۶۸۰)

عام طور پہ یہ دونوں نام ان کے بولے جاتے ہیں۔ بہرحال یہ ابوجہل کے قتل میں بھی شریک تھے اور ان کی شہادت بدر میں ہوئی۔

اگلے صحابی جن کا ذکر ہے وہ ہیں حضرت ابوایوب انصاریؓ۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ کا نام حضرت خالدؓ اور ان کے والد کا نام زید بن کُلَیب تھا۔

(اسد الغابہ جلد ۶ صفحہ ۲۲ حضرت اَبُوْ اَیُّوْب الْاَنْصَارِی دار الکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۳ء)

آپؓ اپنے نام اور کنیت دونوں سے مشہور ہیں۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج کی شاخ بنونجار سے تھا۔ حضرت ابوایوب انصاری کو عقبہ ثانیہ کے موقعے پر ستّر انصار کے ہمراہ بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ کی والدہ کا نام ہِند بنت سعید تھا جبکہ ایک قول کے مطابق ان کا نام زَہراء بنت سَعد تھا۔ حضرت ابوایوب انصاری کی بیوی کا نام حضرت ام حسن بنت زید تھا۔ ان کے بطن سے ایک لڑکا عبدالرحمٰن پیدا ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوایوب انصاریؓ اور حضرت مُصْعَب بن عمیرؓ کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی۔

(الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۲۰۰ حضرت خَالِد بِنْ زَیْد دار الکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۵ء)

(الطبقات الکبریٰ جلد ۳ صفحہ ۳۶۸-۳۶۹ حضرت اَبُوْ اَیُّوْب، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان ۱۹۹۰ء)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو آپؐ مسجد نبوی اور اپنے گھروں کی تعمیر تک حضرت ابوایوب انصاریؓ کے گھر میں قیام فرما رہے۔

(اسد الغابہ جلد ۶ صفحہ ۲۳ حضرت ابوایوب دار الکتب العلمیة بیروت لبنان ۲۰۰۳ء)

سیرت خاتم النبیینؐ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کے واقعے کو یوں بیان کیا ہے کہ ’’بنونجار میں پہنچ کر پھر یہ سوال درپیش تھا کہ آپؐ کس شخص کے ہاں مہمان ٹھہریں۔ قبیلہ کا ہر شخص خواہشمند تھا کہ اسی کو یہ فخر حاصل ہو، بلکہ بعض لوگ تو جوش محبت میں آپؐ کی اونٹنی کی باگوں پر ہاتھ ڈال دیتے تھے۔ اس حالت کو دیکھ کر آپؐ نے فرمایا۔ ’’میری اونٹنی کو چھوڑ دو کہ یہ اس وقت مامور ہے۔‘‘ یعنی جہاں خدا کا منشا ہوگا وہاں یہ خود بیٹھ جائے گی اور یہ کہتے ہوئے آپؐ نے بھی اس کی باگیں ڈھیلی چھوڑ دیں۔ اونٹنی آگے بڑھی اور تھوڑی دور خراماں خراماں چلتی ہوئی جب اس جگہ میں پہنچی جہاں بعد میں مسجد نبویؐ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرات تعمیر ہوئے اور جو اس وقت مدینہ کے دو بچوں کی افتادہ زمین تھی تو بیٹھ گئی، لیکن فوراً ہی پھر اٹھی اور آگے کی طرف چلنے لگی۔ مگر چند قدم چل کر پھر لوٹ آئی اور اسی جگہ جہاں پہلے بیٹھی تھی دوبارہ بیٹھ گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ھٰذَا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ الْمَنْزِلُ یعنی معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی منشا میں یہی ہماری مقام گاہ ہے اور پھر خدا سے دعا مانگتے ہوئے اونٹنی سے نیچے اتر آئے اور دریافت فرمایا کہ اپنے آدمیوں میں سے یہاں سے قریب ترین گھر کس کا ہے۔‘‘ یعنی مسلمانوں میں سے۔ ’’ابوایوب انصاری فوراً لپک کر آگے ہو گئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ! میرا گھر ہے اور یہ میرا دروازہ ہے۔ تشریف لے چلیے۔ آپؐ نے فرمایا: اچھا جاؤ اور ہمارے لیے کوئی ٹھہرنے کی جگہ تیار کرو۔

ابوایوب انصاریؓ فوراً اپنے مکان کو ٹھیک ٹھاک کر کے آ گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ اندر تشریف لے گئے۔ یہ مکان دو منزلہ تھا۔ ابوایوبؓ چاہتے تھے کہ آپؐ اوپر کی منزل میں قیام فرمائیں لیکن آپؐ نے اس خیال سے کہ ملاقات کے لیے آنے جانے والے لوگوں کو آسانی رہے نچلی منزل کو پسند فرمایا

اور وہاں فروکش ہو گئے۔ رات ہوئی تو ابو ایوب اور ان کی بیوی کو ساری رات اس خیال سے نیند نہیں آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیچے ہیں اور ہم آپؐ کے اوپر ہیں اور مزید اتفاق یہ ہو گیا کہ رات کو چھت پر ایک پانی کا برتن ٹوٹ گیا اور ابو ایوب نے اس ڈر سے کہ پانی کا کوئی قطرہ نیچے نہ ٹپک جاوے جلدی سے اپنا لحاف پانی پر گرا کر اسے خشک کر دیا۔ صبح ہوئی تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بکمال اصرار آپؐ کی خدمت میں اوپر کی منزل میں تشریف لے چلنے کی درخواست کی۔ آپؐ نے پہلے تو تامل کیا، لیکن بالآخر ابو ایوب کے اصرار کو دیکھ کر رضامند ہو گئے۔ اس مکان میں آپؐ نے سات ماہ تک یا ابن اسحاق کی روایت کی رو سے ماہ صفر سن 2 ہجری تک قیام فرمایا۔ گویا جب تک مسجد نبوی اور اس کے ساتھ والے حجرے تیار نہیں ہو گئے آپؐ اسی جگہ ''یعنی حضرت ابو ایوب انصاری کے مقام میں مکان میں ہی ''مقیم رہے۔ ابو ایوب آپؐ کی خدمت میں کھانا بھجواتے تھے اور پھر جو کھانا بچ کر آتا تھا وہ خود کھاتے تھے اور محبت واخلاص کی وجہ سے اسی جگہ انگلیاں ڈالتے تھے جہاں سے آپؐ نے کھایا ہوتا تھا۔ دوسرے اصحاب بھی عموماً آپؐ کی خدمت میں کھانا بھیجا کرتے تھے۔''

(سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ 267، 268)

اس واقعے کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی بیان فرمایا ہے۔ بعض فقرے، بعض باتیں نئی ہوتی ہیں اس لیے میں یہ بھی سارا پڑھ دیتا ہوں۔ عموماً تو وہی واقعہ بیان ہوا ہے لیکن حضرت مصلح موعودؓ کا اپنا ایک انداز ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ

''جب آپؐ مدینہ میں داخل ہوئے ہر شخص کی یہ خواہش تھی کہ آپؐ اس کے گھر میں ٹھہریں۔ جس جس گلی میں سے آپؐ کی اونٹنی گزری تھی اس گلی کے مختلف خاندان اپنے گھروں کے آگے کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کرتے تھے اور کہتے تھے یا رسول اللہؐ! یہ ہمارا گھر ہے اور یہ ہمارا مال ہے اور یہ ہماری جانیں ہیں جو آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہیں۔ یا رسول اللہؐ! اور ہم آپ کی حفاظت کرنے کے قابل ہیں۔ آپ ہمارے ہی پاس ٹھہریں۔ بعض لوگ جوش میں آگے بڑھتے اور آپ کی اونٹنی کی باگ پکڑ لیتے تا کہ آپ کو اپنے گھر میں اتر والیں مگر آپؐ ہر ایک شخص کو یہی جواب دیتے تھے کہ میری اونٹنی کو چھوڑ دو یہ آج خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے۔ یہ وہیں کھڑی ہو گی جہاں خدا تعالیٰ کا منشا ہو گا۔ آخر مدینہ کے ایک سرے پر بنو نجار کے یتیموں کی ایک زمین کے پاس جا کر اونٹنی ٹھہر گئی۔ آپؐ نے فرمایا خدا تعالیٰ کا یہی منشا معلوم ہوتا ہے کہ ہم یہاں ٹھہریں۔ پھر فرمایا یہ زمین کس کی ہے؟ زمین کچھ یتیموں کی تھی۔ ان کا ولی آگے بڑھا اور اس نے کہا یا رسول اللہ! یہ فلاں فلاں یتیم کی زمین ہے اور آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ہم کسی کا مال مفت نہیں لے سکتے۔ آخر اس کی قیمت مقرر کی گئی اور آپؐ نے اس جگہ پر مسجد اور اپنے مکانات بنانے کا فیصلہ کیا۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا: سب سے قریب گھر کس کا ہے؟ ابو ایوب انصاری آگے بڑھے اور کہا یا رسول اللہ! میرا گھر سب سے قریب ہے اور آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہے۔ آپؐ نے فرمایا: گھر جاؤ اور ہمارے لیے کوئی کمرہ تیار کرو۔ ابو ایوبؓ کا مکان دو منزلہ تھا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اوپر کی منزل تجویز کی مگر آپؐ نے اس خیال سے کہ ملنے والوں کو تکلیف ہو گی نچلی منزل پسند فرمائی۔''

حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ انصار کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے جو شدید محبت پیدا ہو گئی تھی اس کا مظاہرہ اس موقع پر بھی ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصرار پر حضرت ابو ایوبؓ مان تو گئے کہ آپؐ نچلی منزل میں ٹھہریں لیکن ساری رات میاں بیوی اس خیال سے جاگتے رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے نیچے سو رہے ہیں پھر وہ کس طرح اس بے ادبی کے مرتکب ہو سکتے ہیں کہ وہ چھت کے اوپر سوئیں۔'' یہ محبت کا ایک اظہار تھا۔ ''رات کو ایک برتن پانی کا گر گیا تو اس خیال سے کہ چھت کے نیچے پانی نہ ٹپک پڑے حضرت ابو ایوبؓ نے دوڑ کر اپنا لحاف اس پانی پر ڈال کر پانی کی رطوبت کو خشک کیا۔ صبح کے وقت پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارے حالات عرض کیے۔ جس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر جانا منظور فرما لیا۔ حضرت ابو ایوبؓ روزانہ کھانا تیار کرتے اور آپ کے پاس بھجواتے۔ پھر جو آپؐ کا بچا ہوا کھانا آتا وہ سارا گھر کھاتا۔ کچھ دنوں کے بعد اصرار کے ساتھ باقی انصار نے بھی مہمان نوازی میں اپنا حصہ طلب کیا اور جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے گھر کا انتظام نہ ہو گیا باری باری مدینہ کے مسلمان آپ کے گھر میں کھانا پہنچاتے رہے۔''

(دیباچہ تفسیر القرآن انوار العلوم جلد 20 صفحہ 228، 229)

یہ حضرت مصلح موعودؓ کا دیباچے سے جو بیان تھا وہ ختم ہوا۔ آگے یہ حدیث کی روایت ہے۔

حضرت ابو ایوبؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں اترے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نچلی منزل میں اور حضرت ابو ایوب اوپر والی منزل میں تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ ایک رات حضرت ابو ایوب بیدار ہوئے اور کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے اوپر چلتے ہیں پس وہ ایک طرف ہٹ گئے اور ایک کونے میں رات گزاری۔ پھر انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نچلے حصہ میں زیادہ سہولت ہے۔ انہوں نے کہا مَیں اس چھت پر نہیں رہ سکتا جس کے نیچے آپ ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اوپر منتقل ہو گئے اور حضرت ابو ایوب نیچے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا بناتے تھے اور جب وہ کھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان کے پاس واپس لایا جاتا تو وہ لانے والے سے پوچھتے کہ کس جگہ آپ کی انگلیاں لگی تھیں۔ پھر وہ آپ کی انگلیوں کی جگہ کا تتبع کرتے یعنی وہیں سے کھاتے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا تھا۔ انہوں نے ایک دفعہ آپ کے لیے کھانا تیار کیا جس میں لہسن تھا۔ جب وہ ان کی طرف واپس لایا گیا تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کی جگہ کے متعلق پوچھا اور ان سے کہا کہ کیا آپ نے نہیں کھایا؟ جب ان کو بتایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج کھانا نہیں کھایا تو گھبرا گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اوپر گئے اور پوچھا کہ کیا یہ لہسن حرام ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں لیکن مَیں اسے ناپسند کرتا ہوں۔ اس پر ابو ایوب انصاری نے کہا جس کو آپ ناپسند کرتے ہیں مَیں اس کو ناپسند کرتا ہوں یا انہوں نے کہا کہ جس کو آپ نے ناپسند کیا مَیں نے بھی ناپسند کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فرشتے آتے تھے۔ یہ روایت مسلم کی ہے۔ اسی طرح لکھی ہے یعنی وحی ہوتی تھی اور فرشتے آتے تھے اور اس وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بو والی چیز پسند نہیں کرتے تھے لیکن یہ حرام نہیں ہے۔

مسلم میں یہ روایت یوں بھی درج ہے۔ حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانا پیش کیا جاتا آپ اس میں سے تناول فرماتے اور اپنا بچا ہوا کھانا میری طرف بھیج دیتے۔ ایک دن آپ نے بچا ہوا کھانا بھیجا جس میں سے آپ نے نہیں کھایا تھا کیونکہ اس میں لہسن تھا مَیں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا یہ حرام ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں لیکن مَیں اس کی بُو کی وجہ سے اسے ناپسند کرتا ہوں تو ابو ایوب نے عرض کیا کہ مَیں بھی ناپسند کرتا ہوں جو آپ ناپسند فرماتے ہیں۔

(صحیح مسلم کتاب الاشربۃ بَابُ اباحۃ اکل الثوم ... حدیث ۵۳۵۶ تا ۵۳۵۸)

ایک دوسری روایت میں جو مسند احمد بن حنبل کی ہے، یہ واقعہ یوں بیان ہوا ہے۔ ابو ایوب انصاری سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر کی نچلی منزل میں فروکش ہوئے اور مَیں بالا خانے میں تھا۔ ایک مرتبہ بالا خانے میں پانی گر گیا تو مَیں اور اُمّ ایوب ایک چادر لے کر پانی خشک کرنے لگے اس ڈر سے کہ وہ پانی ٹپک کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ گرنے لگے۔ پھر مَیں ڈرتا ڈرتا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! ہمارے لیے مناسب نہیں کہ ہم آپ کے اوپر رہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بالا خانے میں منتقل ہو جائیں۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر آپ کا سامان بالا خانے میں منتقل کر دیا گیا اور آپ کا سامان بہت ہی مختصر تھا۔ پھر مَیں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب آپؐ مجھے کھانا بھیجتے تو مَیں جائزہ لیتا اور جہاں آپ کی انگلیوں کے نشان دیکھتا مَیں اپنا ہاتھ وہیں رکھتا لیکن آج جو کھانا آپ نے مجھے بھیجا ہے اسے جب مَیں نے دیکھا تو مجھے آپ کی انگلیوں کے نشان اس میں نظر نہیں آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بات صحیح ہے۔ دراصل اس میں پیاز تھا۔ یہاں لہسن کی بجائے پیاز کا بیان ہوا ہے۔ مَیں نے ناپسند کیا کہ اسے کھاؤں اس فرشتے کی وجہ سے جو میرے پاس آتا ہے۔ البتہ تم لوگ اسے کھاؤ۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۷ صفحہ ۸۱، حدیث ۲۳۹۶۶ مسند ابو ایوب انصاری مطبوعہ عالم الکتب بیروت لبنان ۱۹۹۸ء)

حضرت ابو ایوب انصاریؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ بدر، غزوۂ احد اور غزوۂ خندق سمیت تمام غزوات میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ ۳۶۹ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۰ء)

حضرت ابوایوب انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے بدر کے روز صفیں بنائیں تو ہم میں سے بعض لوگ صف سے آگے نکل گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی طرف دیکھ کر فرمایا 'میرے ساتھ، میرے ساتھ۔' (مسند احمد بن حنبل جلد ۷صفحہ۸۰،مسند ابو ایوب الانصاری، حدیث نمبر ۲۳۹۶۳عالم الکتب بیروت ۱۹۹۸ء) یعنی میرے پیچھے رہو۔ میرے سے آگے نہ نکلو۔

حضرت صفیہؓ کے رخصتانے کی رات کا ذکر ہے۔ گو یہ پہلے ایک ذکر میں مختصر بیان کر چکا ہوں لیکن دوبارہ بیان کر دیتا ہوں۔ جب حضرت صفیہؓ کا رخصتانہ ہوا تو اس رات حضرت ابوایوب انصاریؓ آنحضرتؐ کے خیمے کے باہر ننگی تلوار لیے تمام رات پہرہ دیتے رہے اور خیمے کے چاروں طرف گھومتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوایوب کو خیمہ کے باہر دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے ابوایوب کیا بات ہے؟ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہؐ! مَیں اس عورت سے آپ کے متعلق خوفزدہ ہوا کیونکہ اس کا باپ اور اس کا شوہر اور اس کی قوم کے لوگ قتل ہوئے ہیں اور یہ کفر سے نئی نئی نکلی ہے۔ اس لیے مَیں رات بھر آپؐ کی حفاظت کے خیال سے پہرہ دیتا رہا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوایوب انصاری کے حق میں دعا فرمائی کہ اَللّٰھُمَّ احْفَظْ اَبَا اَیُّوْبَ کَمَا بَاتَ یَحْفَظُنِیْ کہ اے اللہ! ابوایوب کی حفاظت فرما جس طرح اس نے پوری رات میری حفاظت کرتے ہوئے گزاری۔ امام سُہَیلی کہتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کے مطابق حضرت ابوایوبؓ کی حفاظت فرمائی یہاں تک کہ رومی آپ کی قبر کی حفاظت کرتے اور وہ آپ کے وسیلے سے پانی مانگتے تو بارش ہوتی۔

(السیرۃ الحلبیۃ جلد ۳ صفحہ ۶۵ غزوہ خیبر، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

حضرت محمود کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عِتْبان بن مالِک انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا اور وہ ان لوگوں میں سے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ بدر میں موجود تھے۔ کہتے تھے کہ مَیں اپنی قوم بنوسالم کو نماز پڑھایا کرتا تھا اور میرے اور ان کے درمیان نالہ تھا۔ جب بارشیں ہوتیں تو ان کی مسجد کی طرف عبور کر کے جانا میرے لیے مشکل ہوتا۔ اس لیے مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور مَیں نے آپؐ سے عرض کیا کہ مَیں اپنی بینائی کمزور پاتا ہوں اور وہ نالہ جو میرے اور میری قوم کے درمیان ہے جب بارشیں آتی ہیں بہنے لگتا ہے اور وہ میرے لیے عبور کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لیے میری خواہش ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئیں اور میرے گھر میں ایسی جگہ نماز پڑھیں جسے مَیں نماز کی جگہ بنالوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مَیں آؤں گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دن چڑھے میرے پاس آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ مَیں نے اجازت دی۔ آپؐ بیٹھے نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے گھر میں سے آپ کون سی جگہ پسند کرتے ہیں کہ مَیں وہاں نماز پڑھوں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم نے نماز پڑھنے کے لیے بلایا تھا تو کونسی جگہ ہے جہاں تم چاہتے ہو کہ مَیں نماز پڑھوں؟ مَیں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں مَیں چاہتا تھا کہ آپ نماز پڑھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور اللہ اکبر کہا اور ہم نے آپؐ کے پیچھے صف باندھی۔ آپؐ نے دو رکعتیں پڑھائیں۔ پھر سلام پھیرا اور جس وقت آپؐ نے سلام پھیرا ہم نے بھی سلام پھیرا اور مَیں نے آپؐ کو خَزِیْرَہ یعنی گوشت اور آٹے کا ایک کھانا ہے وہ کھانے کے لیے روک لیا جو آپؐ کے لیے تیار ہو رہا تھا۔ محلے والوں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں ہیں تو ان میں سے کچھ لوگ بھاگے آئے یہاں تک کہ گھر میں بہت سے آدمی ہو گئے۔ ان میں سے ایک آدمی نے کہا مالک کہاں ہے مَیں اسے نہیں دیکھتا۔ تو کسی نے کہا وہ منافق ہے۔ ایک اَور صحابی کے بارے میں پوچھا کہ وہ کہاں ہے؟ انہوں نے کہا کہ وہ تو منافق ہے۔ اللہ اور اس کے رسولؐ سے اس کو محبت نہیں ہے اس لیے وہ نہیں آیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا مت کہو۔ کیا تمہیں علم نہیں کہ اس نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا اقرار کیا ہے۔ وہ اس اقرار سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہتا ہے۔ اس نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ ہم تو بخدا اس کی دوستی اور اس کی باتیں منافقوں ہی کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آگ اس شخص پر حرام کر دی ہے جس نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا اقرار کیا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہتا ہو۔ حضرت محمود بن ربیع کہتے تھے کہ مَیں نے یہ بات کچھ اَور لوگوں سے بیان کی جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی حضرت ابوایوب انصاریؓ بھی تھے۔ وہ اس جنگ میں تھے جس میں وہ ملکِ روم میں فوت ہوئے اور یزید بن معاویہ ان کے سردار تھے۔ تو حضرت ابوایوب نے میری بات کا انکار کیا اور کہا کہ بخدا! مَیں نہیں سمجھتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ایسا کہا ہو جو تم نے بیان کیا ہے۔ یعنی کہ آگ اس پہ حرام ہوئی جو صرف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہے۔ بہرحال کہتے ہیں کہ یہ بات مجھ پر بہت گراں گزری۔ مَیں اس بات سے بڑا پریشان تھا۔ مَیں نے اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے اوپر ایک منت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے سلامت رکھا اور اس جنگ سے واپس لوٹا تو یہ بات مَیں حضرت عِتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھوں گا بشرطیکہ مَیں نے ان کی قوم کی مسجد میں ان کو زندہ پایا۔ چنانچہ مَیں لوٹا اور حج یا عمرہ کا احرام باندھا۔ پھر مَیں چل پڑا یہاں تک کہ مدینہ آیا اور بنوسالم کے محلے میں گیا تو مَیں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عتبانؓ بوڑھے ہو گئے ہیں اور آپ کی بینائی جاتی رہی ہے۔ آپ اپنی قوم کو نماز پڑھا رہے تھے۔ جب نماز سے فارغ ہو کر انہوں نے سلام پھیرا تو مَیں نے انہیں سلام کیا اور انہیں بتایا کہ مَیں کون ہوں۔ پھر مَیں نے ان سے وہ بات پوچھی تو انہوں نے اس کو اسی طرح بیان کیا جس طرح کہ پہلی دفعہ مجھ سے بیان کیا تھا۔

(صحیح بخاری کتاب التہجد بَابُ صَلَاۃِ النَّوَافِلِ جَمَاعَۃً روایت نمبر ۱۱۸۶)

(لغات الحدیث جلد اول صفحہ 580)

کہ ہاں یہ ٹھیک ہے۔ مَیں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا اس پہ آگ حرام ہوگئی لیکن حضرت ابوایوب اس کو نہیں مانتے تھے۔ اس پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بھی اپنی رائے لکھی ہے کہ حدیث میں یہی آتا ہے کہ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یَبْتَغِیْ بِذٰلِکَ وَجْہَ اللّٰہِ۔ اس پوری حدیث کا ترجمہ پڑھ دیتا ہوں۔ اس میں یہ بھی وضاحت آ جائے گی۔ یعنی محمود بن ربیع روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے عتبان بن مالک سے یہ سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر اس شخص پر دوزخ کی آگ حرام کر دی ہوئی ہے جو سچی نیت سے خدا کی رضا کی خاطر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اقرار کرتا ہے لیکن جب میں نے یہ روایت ایک ایسی مجلس میں بیان کی جس میں ابو ایوب انصاریؓ صحابی بھی موجود تھے تو ابوایوبؓ نے اس روایت سے انکار کیا اور کہا خدا کی قسم! مَیں ہرگز نہیں خیال کر سکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی ہو۔ پھر آگے مرزا بشیر احمد صاحب یہ لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں حضرت ابوایوب انصاریؓ نے ایک ایسی حدیث کو جو اصولِ روایت کے لحاظ سے صحیح تھی۔ جو حدیث بیان کرنے کے روایت کے اصول ہیں اس لحاظ سے صحیح تھی۔ لیکن حضرت ابوایوب انصاریؓ نے اپنی درایت کی بنیاد پر یعنی اپنی سمجھ اور اپنے لحاظ سے جس کو وہ صحیح سمجھتے تھے اس کو بنیاد رکھ کر قبول کرنے سے انکار کر دیا اور پھر میاں بشیر احمد صاحب یہ فرماتے ہیں کہ گو یہ ممکن ہے کہ حضرت ابوایوب انصاریؓ کا استدلال درست نہ ہو مگر بہرحال یہ حدیث اس بات کو ثابت کرتی ہے۔ اب یہ بات حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ صحابہ یونہی ہر حدیث کو، بات کو نہیں مان لیا کرتے تھے بلکہ وہ بھی غور کرتے تھے، تحقیق کرتے تھے۔ تو وہ لکھتے ہیں کہ ''بہرحال یہ حدیث اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ صحابہ یونہی کورانہ طور پر ہر روایت کو قبول نہیں کر لیتے تھے'' بلکہ درایت و روایت ہر دو کے اصول کے ماتحت پوری تحقیق کر لینے کے بعد قبول کرتے تھے۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیین صفحہ 16)

بخاری کی اس حدیث کی شرح میں حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحبؓ نے لکھا ہے کہ حضرت محمود بن ربیعؓ سے جب انہوں نے یعنی ابوایوب انصاری نے یہ روایت سنی تو انہوں نے انکار کیا۔ بعض کا خیال ہے کہ ان کے انکار کی وجہ یہ تھی کہ خالی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اقرار آگ سے محفوظ نہیں رکھ سکتا جب تک اعمال صالحہ اس کے ساتھ نہ ہوں۔ یہ ثابت شدہ اسلامی مسئلہ ہے۔ ٹھیک ہے۔ بالکل اسی طرح ہوتا ہے پھر آگے شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ مگر یَبْتَغِیْ بِذٰلِکَ وَجْہَ اللّٰہِ کا جملہ بتا رہا ہے کہ یہ اقرار توحید کس قسم کا ہے۔ یعنی جو دل سے چاہتے ہوئے خدا کی رضا کی خاطر کلمہ پڑھتا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتا ہے اس کے لیے آگ حرام ہے۔ تو پھر شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت محمود نے دوبارہ تحقیق اس خیال سے کی کہ شاید وہ بعض الفاظ ضبط نہ کر سکے ہوں اور پھر جو دوبارہ تحقیق کی تو دوبارہ یہی ثابت ہوا کہ وہ الفاظ درست تھے جو روایت تھی۔ پھر آگے لکھتے ہیں کہ کسی کے ایمان یا نفاق سے متعلق لوگوں کے سامنے اظہارِ رائے نامناسب ہے۔ کسی کو یہ کہہ دینا کہ منافق ہے یا اس کا ایمان کمزور ہے یہ غلط چیز ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقعے پر ابن دُخْشُنْ کی نسبت نکتہ چینی ناپسند فرمائی تھی۔ آپ نے ناپسند فرمایا کہ اس طرح پبلک میں کہا جائے۔ اس قسم کی نکتہ چینی بجائے اصلاح کے فتنہ و فساد کا موجب ہو جاتی ہے۔

(ماخوذ از صحیح البخاری کتاب التہجد باب الصلاۃ النوافل جماعۃ حدیث 1186 جلد 2 صفحہ 565 از نظارت اشاعت ربوہ)

ایک روایت میں بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت مِسۡوَر بن مَخۡرَمَہؓ نے اَبۡوَاء مقام پر مسئلہ غسل میں اختلاف کیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے کہا مُحرِم اپنا سر دھو سکتا ہے اور حضرت مسور نے کہا کہ مُحرِم اپنا سر نہیں دھو سکتا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس نے مجھے حضرت ابوایوب انصاری کے پاس بھیجا۔ مَیں نے انہیں دو لکڑیوں کے درمیان نہاتے ہوئے پایا۔ ان پر کپڑے سے پردہ کیا گیا تھا۔ مَیں نے ان کو السلام علیکم کہا تو انہوں نے فرمایا کون ہے؟ مَیں نے کہا عبداللہ بن حُنَین۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ مَیں آپ سے پوچھوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر کس طرح دھوتے تھے جبکہ آپ احرام کی حالت میں ہوتے تھے کیونکہ کہتے ہیں کہ احرام باندھا ہو تو سر نہیں دھونا چاہیے۔ تو حضرت ابوایوب نے اپنا ہاتھ کپڑے پر رکھا، اسے نیچے جھکایا یہاں تک کہ ان کا سر مجھے نظر آیا یعنی وہ سکرین جو بنائی ہوئی تھی جس کے آپ پیچھے تھے اس کو نیچے کر کے آپ نے مجھے اپنا سر دکھایا۔ پھر انہوں نے ایک آدمی سے کہا جو اُن پر پانی ڈال رہا تھا کہ پانی ڈالو تو اس نے ان کے سر پر پانی ڈالا۔ پھر انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کو مَلا، ہاتھوں کو آگے لائے اور پیچھے لے گئے اور کہا کہ اس طرح مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب جزاء الصید بَابُ الۡاِغۡتِسَالِ لِلۡمُحۡرِمِ حدیث نمبر ۱۸۴۰)

ایک دفعہ آگے پھر پیچھے لے گئے سر دھوتے ہوئے۔

حضرت سعید بن مُسَیّبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت ابوایوب نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک میں کوئی چیز تنکا وغیرہ دیکھا تو انہوں نے اسے الگ کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوایوب سے اللہ وہ چیز دور کرے جسے وہ ناپسند کرتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا اے ابوایوبؓ تمہیں تکلیف نہ پہنچے۔

(کنزالعمال جلد ۱۳ صفحہ ۶۱۴ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ حدیث نمبر ۳۷۵۶۸، ۳۷۵۶۹ مکتبۃ مؤسسۃ الرسالہ ۱۹۸۵ء)

حضرت ابوایوب انصاریؓ جنگِ جمل اور جنگِ صِفّین اور جنگِ نہروان میں حضرت علیؓ کے لشکر کے آگے والے حصہ میں شامل تھے۔

(اسد الغابہ جلد ۶ صفحہ ۲۲ ''حضرت اَبُوۡاَیُّوۡب الۡاَنۡصَارِی'' دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۲۰۰۳ء)

حضرت علیؓ کو حضرت ابوایوب انصاریؓ کی ذات پر جو اعتماد تھا وہ اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب حضرت علیؓ نے کوفہ کو اپنا دارالخلافہ قرار دیا اور وہاں منتقل ہو گئے تو حضرت ابوایوب انصاری کو مدینہ کا گورنر بنا دیا اور وہ چالیس ہجری تک مدینہ کے گورنر رہے یہاں تک کہ بُسۡر بن اَبۡوۡاَرۡطَاۃ کی قیادت میں امیر معاویہ کی شامی فوج نے مدینہ پر حملہ کیا تو اس وقت حضرت ابوایوب انصاریؓ مدینہ چھوڑ کر حضرت علیؓ کے پاس کوفہ چلے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرامؓ کو دربارِ خلافت سے ماہانہ وظائف ملتے تھے۔ حضرت ابوایوبؓ کا وظیفہ پہلے چار ہزار تھا۔ حضرت علیؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں بیس ہزار کر دیا۔ پہلے آٹھ غلام ان کی زمین کی کاشت کے لیے مقرر تھے حضرت علیؓ نے چالیس غلام کر دیے۔

(تاریخ الطبری جلد ۳ صفحہ ۱۵۳ ثم دخلت سنۃ اربعین... دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۷ء)
(ماخوذ از سیر الصحابہ جلد 3 صفحہ 112 دارالاشاعت کراچی 2004ء)

حضرت حَبِیب بن ابو ثابتؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوایوبؓ امیر معاویہؓ کے پاس آئے اور ان سے اپنے اوپر قرض کی شکایت کی تو انہوں نے وہ نہ دیکھا جو وہ پسند کرتے تھے اور انہوں نے وہ دیکھا جسے وہ ناپسند کرتے تھے۔ یعنی حضرت ابوایوب کی بات کو نہیں دیکھا بلکہ ان کی ناپسندیدگی والی بات کو دیکھا۔ پسند والی بات کو نہیں دیکھا۔ اس پر حضرت ابوایوب انصاریؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ تم بعد میں ضرور ترجیح دیکھو گے یعنی تمہاری ترجیحات بدل جائیں گی۔ امیر معاویہ نے کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم لوگوں کو کس چیز کا ارشاد فرمایا تھا۔ جب رسول پاک نے یہ کہا تو پھر آپؐ نے کیا فرمایا تھا؟ حضرت ابوایوبؓ نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم لوگ صبر کرنا جب ایسی ترجیحات بدل جائیں جہاں تم لوگوں کی بات نہ مانی جائے۔ جو پسندیدہ بات نہ سنی جائے تو پھر صبر کرنا۔ اس پر امیر معاویہ نے کہا پھر تم لوگ صبر کرو۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبر کرنا تو پھر صبر کرو۔ حضرت ابوایوبؓ نے کہا اللہ کی قسم! مَیں تم سے کبھی کسی چیز کا سوال نہیں کروں گا۔ پھر حضرت ابوایوب بصرہ چلے گئے اور حضرت ابن عباسؓ کے ہاں قیام کیا۔ حضرت ابن عباس نے ان کے لیے اپنا گھر خالی کیا اور کہا میں آپ کے ساتھ ضرور ویسا ہی سلوک کروں گا جیسا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا۔ جب آپ نے رسول اللہ کی مہمان نوازی کی تھی ویسی مہمان نوازی میں آپ کی کروں گا۔ حضرت ابن عباسؓ نے اپنے اہل خانہ کو حکم دیا تو وہ باہر چلے گئے اور حضرت ابن عباسؓ نے کہا گھر میں جو کچھ ہے وہ سب آپ کا ہے اور انہوں نے حضرت ابوایوب کو چالیس ہزار درہم اور بیس غلام دیے۔ انہوں نے اپنا اَور انتظام کر لیا اور ان کو نہ صرف گھر دیا بلکہ چالیس ہزار درہم بھی دیے اور بیس غلام بھی دیے۔

(کنزالعمال جلد ۱۳ صفحہ ۶۱۴-۶۱۵ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ حدیث نمبر ۳۷۵۷۰ مکتبۃ مؤسسۃ الرسالۃ ۱۹۸۵ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وَاَنۡفِقُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَلَا تُلۡقُوۡا بِاَیۡدِیۡکُمۡ اِلَی التَّہۡلُکَۃِ وَاَحۡسِنُوۡا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ (البقرۃ:196) کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ ''اس آیت کا مفہوم سمجھنے میں لوگوں کو بڑی غلط فہمی ہوئی ہے۔'' وَاَنۡفِقُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَلَا تُلۡقُوۡا بِاَیۡدِیۡکُمۡ اِلَی التَّہۡلُکَۃِ وَاَحۡسِنُوۡا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ''انہیں خدا تعالیٰ کی راہ میں جہاں کوئی تکلیف پیش آتی ہے وہ فوراً کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے والی بات ہے۔'' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے وَلَا تُلۡقُوۡا بِاَیۡدِیۡکُمۡ اِلَی التَّہۡلُکَۃِ کہ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔'' ہم اس میں کس طرح حصہ لے سکتے ہیں حالانکہ اس کے ہرگز یہ معنی نہیں کہ جہاں موت کا ڈر ہو وہاں سے مسلمان کو بھاگ جانا چاہیے اور اسے بزدلی کا مظاہرہ کرنا چاہیے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جب دشمن سے لڑائیاں ہو رہی ہوں تو اس وقت اپنے مالوں کو خوب خرچ کرو۔ اگر تم اپنے اموال کو روک لو گے تو اپنے ہاتھوں اپنی موت کا سامان پیدا کرو گے۔ چنانچہ احادیث میں حضرت ابوایوب انصاریؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے اس وقت جبکہ وہ قسطنطنیہ فتح کرنے کے لیے گئے ہوئے تھے کہا کہ یہ آیت ہم انصار کے بارے میں نازل ہوئی تھی اور پھر انہوں نے بتایا کہ پہلے تو ہم خدا تعالیٰ کے رستہ میں اپنے اموال خرچ کیا کرتے تھے لیکن جب خدا تعالیٰ نے اپنے دین کو تقویت اور عزت دی اور مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہوا تو قُلۡنَا ھَلۡ نُقِیۡمُ فِیۡۤ اَمۡوَالِنَا وَنُصۡلِحُھَا...... ہم نے کہا کہ اگر اب ہم اپنے مالوں کی حفاظت کریں اور اسے جمع کریں تو یہ اچھا ہو گا۔ اس وقت یہ آیت اتری کہ اللہ تعالیٰ کے رستہ میں اپنے اموال خرچ کرنے سے دریغ نہ کرو کیونکہ اگر تم ایسا کرو گے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ تم اپنی جانوں کو ہلاکت میں ڈالنا چاہتے ہو۔ پس اپنے مالوں کو جمع نہ کرو بلکہ انہیں اللہ تعالیٰ کے رستہ میں خوب خرچ کرو ورنہ تمہاری جانیں ضائع چلی جائیں گی۔ دشمن تم پر چڑھ آئیں گے اور اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ تم ہلاک ہو جاؤ گے۔''

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 429)

حضرت علیؓ کے بعد امیر معاویہ کی حکومت کا زمانہ آیا۔ عُقۡبَہ بن عَامِر جُھَنِی ان کی طرف سے مصر کے گورنر تھے۔ حضرت عقبہؓ کے عہد امارت میں حضرت ابوایوب کو دو مرتبہ سفر مصر کا اتفاق ہوا۔ پہلا سفر طلب حدیث کے لیے تھا، انہیں معلوم ہوا تھا کہ حضرت عقبہ کسی خاص حدیث کی روایت کرتے ہیں۔ صرف ایک حدیث کے لیے حضرت ابوایوب نے بڑھاپے میں سفر کی زحمت گوارا کی۔ دوسری مرتبہ غزوۂ روم میں شرکت کے ارادے سے مصر تشریف لے گئے۔

(ماخوذ از سیر الصحابہ جلد 3 حصہ اول صفحہ 113 دار الاشاعت کراچی 2004ء)

مروان جب مدینہ کا گورنر تھا۔ وہ ایک روز آیا تو اس نے ایک شخص کو دیکھا جس نے اپنا چہرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر لگایا ہوا تھا۔ مروان نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ تم کیا کر رہے ہو؟ یہ شرک ہے۔ جھکے ہوئے سجدہ کر رہے ہو۔ پھر مروان اس شخص کے پاس آیا تو کیا دیکھا کہ وہ حضرت ابوایوب انصاریؓ ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ہوں۔ ان پتھروں کے پاس نہیں آیا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۷ صفحہ ۶۸۵ مسند ابو ایوب الانصاری، حدیث نمبر ۲۳۹۸۳ عالم الکتب بیروت ۱۹۹۸ء)
(ماخوذ از سیر الصحابہ جلد 3 حصہ اول صفحہ 116 دار الاشاعت کراچی 2004ء)

یہاں مطلب یہ تھا کہ میں اس محبت وعشق کی وجہ سے جھکا ہوا ہوں۔ پتھروں کو سجدہ نہیں کر رہا۔ نہ مَیں کوئی شرک کر رہا ہوں بلکہ یہ محبت کا اظہار ہے اور اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت میرے دل میں ہے۔ شرک نہیں ہے۔

ابوعبدالرحمٰن حُبُلِی سے مروی ہے کہ ہم سمندر میں تھے اور ہم پر عبداللہ بن قیس فزاری امیر تھا اور ہمارے ساتھ حضرت ابوایوب انصاریؓ بھی تھے۔ وہ اموال غنیمت تقسیم کرنے والے کے پاس سے گزرے جو قیدیوں کی نگرانی کر رہا تھا۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک عورت رو رہی ہے۔ انہوں نے

پوچھا اس عورت کو کیا ہوا؟ لوگوں نے بتایا کہ اس عورت کو اور اس کے بیٹے کو الگ کر دیا گیا ہے۔ راوی کہتے ہیں اس پر انہوں نے بچے کا ہاتھ پکڑا اور اسے اس کی ماں کے ہاتھ میں دے دیا۔ اس کے بعد اموال غنیمت تقسیم کرنے والا عبداللہ بن قیس کے پاس گیا اور انہیں یہ سب بتایا تو انہوں نے حضرت ابوایوب کو بلا بھیجا اور پوچھا آپ نے ایسا کیوں کیا؟ تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے ماں اور اس کے بیٹے کے درمیان جدائی ڈالی تو اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے پیاروں کے درمیان قیامت کے دن جدائی ڈال دے گا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۷ صفحہ ۶۴ مسند ابو ایوب الانصاری، حدیث نمبر ۲۳۸۹۵ عالم الکتب بیروت ۱۹۹۸ء)

پس یہ جو بعض لوگ ماؤں سے بچے چھین لیتے ہیں ان کے لیے بھی اس میں سبق ہے۔ پھر یہ اسلام پر اعتراض کرنے والے دیکھیں کہ وہ خود کیا کرتے ہیں۔ اسلام تو اس حد تک خیال رکھتا ہے۔ اب گزشتہ دنوں امریکہ کی ہی خبریں تھیں کہ وہاں بھی جو امیگرینٹس (immigrants) آئے ہوئے تھے ان مہاجرین کو علیحدہ علیحدہ انہوں نے رکھ دیا۔ ماؤں کو علیحدہ، بچوں کو علیحدہ کیا اور بعض بچے کچھ عرصے کے بعد ماؤں کو پہچان بھی نہیں سکے۔ بہرحال اسلام اس حد تک تلقین کرتا ہے کہ ماؤں کو بچوں سے جدا نہ کرو۔ ایک دوسرے کو اس وجہ سے تکلیف نہ دو۔

حضرت مَرْثَدْ بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوایوب انصاریؓ ہمارے پاس جہاد کی غرض سے آئے تو ان دنوں حضرت عقبہ بن عامرؓ مصر کے والی تھے۔ انہوں نے مغرب کی نماز میں تاخیر کی۔ حضرت ابوایوب ان کے پاس گئے اور کہا اے عقبہ یہ کیسی نماز ہے؟ حضرت عقبہ نے جواب دیا ہم مصروف تھے۔ حضرت ابوایوب نے کہا اللہ کی قسم! میری صرف یہ غرض ہے کہ لوگ یہ نہ گمان کریں کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ میری امّت اس وقت تک خیر پر باقی رہے گی یا یہ فرمایا کہ فطرت پر قائم رہے گی جب تک وہ مغرب میں تاخیر نہ کریں یہاں تک کہ ستارے چمکنے لگیں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۷ صفحہ ۷۳ مسند ابو ایوب الانصاری، حدیث نمبر ۲۳۹۳۱ عالم الکتب بیروت ۱۹۹۸ء)

یعنی پہلے وقت میں مغرب کی نماز پڑھنی چاہیے۔

ابو واصل سے مروی ہے کہ میں حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے ملا۔ انہوں نے مجھ سے مصافحہ کیا اور دیکھا کہ میرے ناخن بہت لمبے ہیں تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی آسمان کی خبروں کے متعلق سوال کرتا ہے اور وہ اپنے ناخن اس طرح لمبے رکھتا ہے جیسے پرندوں کے ناخن ہوتے ہیں۔ ان میں جنابت اور گندگی اور میل کچیل اکٹھی ہو جاتی ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۷ صفحہ ۷۵ مسند ابو ایوب الانصاری، حدیث نمبر ۲۳۹۳۸ عالم الکتب بیروت ۱۹۹۸ء)

یعنی باتیں تو تم لوگ بڑی اونچی اونچی پوچھتے ہو، معرفت کی کرتے ہو لیکن تمہاری اپنی حالت یہ ہے کہ ناخن تمہارے لمبے ہیں اور ان میں گند اکٹھا ہو جاتا ہے اس لیے ناخن کاٹ کے رکھا کرو۔ مسند احمد بن حنبل کی یہ حدیث ہے۔

حضرت ابوایوب کا فضل و کمال اس قدر مسلّم تھا کہ خود صحابہ ان سے مسائل دریافت کرتے تھے۔ حضرت ابن عباس، ابن عمر، بَرَاء بن عَازِب، انس بن مالک، ابو اُمَامَہ، زید بن خالد جُھَنی، مِقْدَام بن مَعْدِیْ کَرِبْ، جابر بن سَمُرَہ، عبداللہ بن یزید خَطْمِی وغیرہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ تھے۔ حضرت ابوایوب کے فیض سے بے نیاز نہیں تھے۔ تابعین میں سعید بن مُسَیّب، عُرْوَہ بن زُبیر، سالم بن عبداللہ، عَطَاء بن یَسَار، عطاء بن یزید لَیْثِی، اَبُوْسَلَمَہ، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بڑے پائے کے لوگ ہیں تاہم وہ حضرت ابوایوب کے ارادت مندوں میں داخل تھے۔

(ماخوذ از سیر الصحابہ جلد 3 حصہ اول صفحہ 115 دار الاشاعت کراچی 2004ء)

حضرت ابوایوب انصاریؓ سے مروی ہے کہ وہ معاویہ کے زمانے میں جہاد کے لیے نکلے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں بیمار ہو گیا۔ مرض میں شدت ہو گئی تو اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اگر میں مر جاؤں تو مجھے اٹھا لینا اور جب تم لوگ دشمن کے مقابلے میں صف بستہ ہو جاؤ تو مجھے اپنے قدموں کے پاس دفن کر دینا۔ میں تم سے ایک حدیث بیان کروں گا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ اگر میری وفات قریب نہ ہوتی تو میں اسے بیان نہ کرتا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو اس حالت میں مرا کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرایا ہو تو وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

ایک روایت میں مذکور ہے کہ جب حضرت ابوایوب انصاریؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے کہا میں نے تم لوگوں سے ایک ایسی چیز چھپائی ہوئی تھی جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی۔ آپؐ نے فرمایا اگر تم لوگ گناہ نہ کرتے تو اللہ تبارک و تعالیٰ ایسی قوم کو پیدا کرتا جو گناہ کرتی اور پھر اللہ اسے بخش دیتا۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی رحمانیت اور بخشش کی صفت کا اس حد تک پاس کرتا ہے۔

راوی محمد بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوایوب انصاریؓ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے۔ آپ مسلمانوں کی کسی لڑائی میں پیچھے نہیں رہے سوائے اس کے کہ آپ کسی دوسری لڑائی میں شامل ہوتے۔ یعنی اگر ایک وقت میں دو مختلف جنگ ہو رہی ہوتیں تو کسی نہ کسی جنگ میں لازمی شامل ہوتے تھے۔ صرف ایک سال وہ لڑائی میں شامل نہیں ہوئے کیونکہ لشکر پر ایک نوجوان سپہ سالار بنا دیا گیا تھا وہ اس سال بیٹھے رہے۔ اس سال کے بعد وہ افسوس کرتے اور کہتے کہ مجھے اس بات سے کیا غرض کہ مجھ پر کون عامل مقرر کیا گیا۔ مجھے اس بات سے کیا غرض کہ مجھ پر کون عامل مقرر کیا گیا۔ مجھے اس بات سے کیا غرض کہ مجھ پر کون عامل مقرر کیا گیا۔ تین دفعہ انہوں نے یہ بات کہی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جس جوَان کی امارت کا اس روایت میں ذکر کیا گیا ہے وہ عبدالملک بن مروان تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر حضرت ابوایوب بیمار ہو گئے۔ لشکر پر یزید بن معاویہ امیر تھا۔ وہ ان کے پاس ان کی عیادت کو آیا اور پوچھا کہ آپ کی کوئی ضرورت ہو تو بیان کریں۔ انہوں نے کہا کہ میری ضرورت یہ ہے کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے سوار کرنا۔ پھر جہاں تک گنجائش ملے دشمن کے ملک میں لے جانا۔ پھر جب گنجائش نہ پاؤ تو وہیں دفن کر دینا اور واپس آ جانا۔ جب حضرت ابوایوب کی وفات ہو گئی تو اس نے انہیں سوار کیا اور جہاں تک گنجائش ملی وہ دشمن کے ملک میں لے گیا اور انہیں دفن کیا۔ پھر واپس آ گیا۔

راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابوایوب انصاریؓ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا (التوبۃ:41) یعنی نکل کھڑے ہو ہلکے بھی اور بھاری بھی۔ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا اور میں اپنے آپ کو ہلکا بھی پاتا ہوں اور بھاری بھی۔ ایک روایت میں مذکور ہے کہ اہلِ مکہ میں سے کسی شخص سے مروی ہے کہ یزید بن معاویہ جس وقت حضرت ابوایوب انصاریؓ کے پاس آیا تو انہوں نے اس سے کہا کہ لوگوں سے میرا اسلام کہنا۔ وہ مجھے لے کر چلیں اور جتنا دور وہ مجھے لے جا سکتے ہیں لے جائیں تو یزید نے لوگوں کو وہ سب بتایا جو حضرت ابوایوب نے ان سے کہا تھا۔ لوگوں نے مانا اور ان کے جنازے کو جس حد تک وہ لے جا سکتے تھے لے گئے۔

حضرت ابوایوب انصاریؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اپنی وفات تک جہاد سے چمٹے رہے یہاں تک کہ ان کی وفات قسطنطنیہ میں ہوئی۔ ایک روایت میں مذکور ہے کہ باون ہجری میں یزید بن معاویہ نے اپنے والد امیر معاویہ کی خلافت میں قسطنطنیہ کی جنگ لڑی۔ اسی سال حضرت ابوایوب انصاریؓ کی وفات ہوئی۔ یزید بن معاویہ نے ان کا نماز جنازہ پڑھایا۔ ان کی قبر روم میں قلعہ قسطنطنیہ کے پاس ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا کہ اہل روم ان کی قبر کی حفاظت اور مرمت کرتے ہیں اور قحط کے ایام میں وہ آپؓ کے ذریعے پانی طلب کرتے ہیں۔

(الطبقات الکبریٰ جلد ۳ صفحہ ۳۶۹-۳۷۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۰ء)

(الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۲۰۱ حضرت خَالِد بِنْ زَیْد دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۵ء)

(مسند احمد بن حنبل جلد ۷ صفحہ ۶۸ مسند ابو ایوب الانصاری، حدیث نمبر ۲۳۹۱۲ عالم الکتب بیروت ۱۹۹۸ء)

ایک روایت کے مطابق حضرت ابوایوب انصاریؓ نے امیر معاویہ کے عہد میں یزید کی کمان میں رومی حکومت کے خلاف جنگ میں حصہ لیا اور قسطنطنیہ کے شہر کے پاس پچاس یا اکاون ہجری میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق یزید نے گھڑ سواروں کو حکم دیا جو حضرت ابوایوب انصاریؓ کی قبر پر آگے پیچھے دوڑتے رہے یہاں تک کہ ان کی قبر کا نشان مٹ گیا۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جس رات حضرت ابوایوبؓ کو دفن کیا گیا اس کی صبح رومیوں نے مسلمانوں سے پوچھا تم لوگ رات کو کیا کرتے رہے۔ مسلمانوں نے بتایا کہ یہ حضرت ابوایوب انصاریؓ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کبار صحابہ میں سے تھے اور اسلام قبول کرنے کے لحاظ سے ان سب سے قدیم تھے۔ ہم نے انہیں دفن کیا جیسا کہ تم دیکھ چکے ہو اور اللہ کی قسم! اگر قبر کھودی گئی تو جب تک ہمارے پاس حکومت ہے، عرب کی سرزمین میں تمہارا یہ ناقوس نہیں بجے گا۔ مجاہد کہتے ہیں کہ جب ان کے ہاں قحط پڑتا تو ان کی قبر سے تھوڑی سی مٹی ہٹاتے تو بارش ہو جاتی۔

(اسد الغابہ جلد ۶ صفحہ ۲۳ "حضرت اَبُوْ اَیُّوْب الْاَنْصَارِی" دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان

۲۰۰۳ء)

یہ وہاں اب بھی ایک روایت قائم ہے۔کہاں تک صحیح ہے اللہ بہتر جانتا ہے۔حضرت ابو ایوب انصاریؓ پچاس یا اکاون ہجری یا باون ہجری میں غزوۂ قسطنطنیہ میں فوت ہوئے۔آخری قول اکثر لوگوں کا ہے یعنی باون ہجری کا۔

(الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۲۰۱ ’’حضرت خَالِد بِنْ زَیْد‘‘ دار الکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۵ء)

حضرت ابو ایوب انصاریؓ کا مزار ترکی کے شہر استنبول میں ہے۔مزار ایک چبوترے میں ہے جسے پیتل کے جالی دار دروازے سے بند کیا ہوا ہے۔ترکی کے اکثر لوگ سکونِ قلب کے لیے یہاں حاضر ہوتے ہیں۔

(تبرکات صحابہ کا تصویری البم از ارسلان بن اختر 35و 50 مکتبہ ارسلان کراچی 2011ء)

اب بدری صحابہ کا یہ ذکر تو ختم ہو گیا لیکن چاروں خلفاء کا ذکر ان شاء اللہ بیان کروں گا۔ پہلے بعض کا مختصر بیان ہوا تھا۔اب تفصیلی بیان کروں گا۔اسی طرح شروع میں بعض صحابہ کا مختصر ذکر ہوا تھا اگر ان کے بارے میں کچھ اَور مواد میسر آیا تو وہ بھی بیان کر دوں گا۔جب یہ سب لکھا جائے گا تو وہ ان صحابہ کی سیرت میں ان کے اس حصے میں چلا جائے گا اور وہ لوگ چند ایک ہی ہوں گے۔

اب بعض مرحومین کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں جن کی گذشتہ دنوں وفات ہوئی اور نمازوں کے بعد ان کی نماز جنازہ بھی پڑھاؤں گا۔پہلا مکرم عبد الحی منڈل صاحب کا ہے جو انڈیا کے معلم سلسلہ ہیں۔25/ستمبر 2020ء کو ہارٹ اٹیک کی وجہ سے 53 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحوم نے سال 1999ء میں تحقیق کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔2003ء میں جامعة المبشرین سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد وفات تک محنت اور اخلاص اور لگن سے خدمت سلسلہ کرتے رہے۔اس لحاظ سے مرحوم کا عرصہ خدمت سترہ سال بنتا ہے۔مرحوم انتہائی مخلص، دین دار، اطاعت گزار، نمازوں کے پابند اور سلسلہ سے محبت رکھنے والے معلم تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔اللہ تعالیٰ مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کے بیوی بچوں کو بھی سکونِ قلب عطا فرمائے۔

اگلا جنازہ مکرم سراج الاسلام صاحب معلم سلسلہ ضلع مرشد آباد بنگال کا ہے جو 14/اکتوبر 2020ء کو 60 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

معلم صاحب مرحوم نے 2002ء میں جامعة المبشرین قادیان میں چھ ماہ کی معلمین کی ٹریننگ حاصل کی اور 2020ء تک بطور عارضی بالمقطع معلم خدمت کرتے رہے۔اس لحاظ سے معلم صاحب مرحوم کا عرصہ خدمت اٹھارہ سال بنتا ہے۔مرحوم انتہائی مخلص، دین دار، اطاعت گزار، صوم وصلوٰة کے پابند، سلسلہ سے محبت رکھنے والے محنتی معلم تھے۔مرحوم نے اپنی اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔بڑی دو بیٹیوں کی شادی ہو چکی ہے۔تیسری بیٹی زیر تعلیم ہے۔اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کے لواحقین کو بھی صبر عطا فرمائے۔نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق دے۔

تیسرا جنازہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نواسے اور حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے پوتے، حضرت نواب امة الحفیظ بیگم صاحبہ اور حضرت نواب عبد اللہ خان صاحب کے بیٹے مکرم شاہد احمد خان پاشا صاحب کا ہے جو 26/اکتوبر کو 85 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ہسپتال میں تھے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ موصی تھے۔مکرم شاہد احمد خان صاحب کی دو شادیاں ہوئی تھیں۔پہلی شادی مکرمہ امة الشکور صاحبہ کے ساتھ، جو حضرت خلیفة المسیح الثالثؒ کی بیٹی تھیں۔ان سے 1962ء میں ہوئی اور ان کا نکاح حضرت مصلح موعودؓ کی بیماری کی وجہ سے مولانا جلال الدین صاحب شمس نے پڑھا تھا۔پہلی شادی سے ان کے پانچ بچے ہیں، دو بیٹے اور تین بیٹیاں۔دوسری شادی ان کی ثمینہ سعید صاحبہ بنت سعید صاحب مرحوم سے 1977ء میں ہوئی جن سے ان کا ایک بیٹا ہے۔وہ آج کل امریکہ میں ہے۔

باقاعدہ ان کی کوئی جماعتی خدمات تو نہیں ہیں لیکن حضرت خلیفة المسیح الثالثؒ کے ساتھ بعض بیرونی دوروں میں ان کو جانے کی توفیق ملی اور وہاں خدمت کا ان کو موقع ملا۔اور اسی طرح دوسری خوبی ان کی یہ بھی ہے، ان کی اہلیہ نے لکھا تھا کہ بڑے غریب پرور تھے۔بہت سے غریبوں کا خرچ دیا کرتے تھے بلکہ ایک مکان بھی بنا کے دیا اور باقاعدگی سے غریبوں کی امداد کرنے والے تھے۔اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ان کے بچوں کو بھی جماعت اور خلافت سے وابستہ رکھے۔

اگلا جنازہ مکرم سید مسعود احمد شاہ صاحب شیفیلڈ یو کے کا ہے جو 8/ستمبر کو حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے وفات پا گئے تھے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے والد حضرت سید ناظم حسین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعے سے آئی تھی جنہوں نے 1902ء میں بیس سال کی عمر میں قادیان جا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔سید مسعود احمد شاہ صاحب 1962ء میں یو کے آنے کے بعد مستقل طور پر شیفیلڈ میں رہائش پذیر تھے۔شیفیلڈ میں جماعت قائم ہونے پر آپ کی رہائش گاہ کو پہلا نماز سینٹر بنایا گیا اور 1970ء تک آپ ہی صدر جماعت کی ذمہ داریاں سرانجام دیتے رہے۔بعد ازاں 1997ء سے لے کر آخر دم تک سیکرٹری ضیافت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔مرحوم خوش مزاج، مہمان نواز، شریف النفس، خدمت کے جذبے سے سرشار، غریبوں کے ہمدرد، ایک نیک مخلص اور باوفا انسان تھے۔خلافت کے ساتھ بے پناہ عقیدت کا تعلق تھا۔آپ کی بیٹی ڈاکٹر عائشہ صاحبہ کہتی ہیں کہ ہمیں جماعت اور خصوصاً خلافت کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کرتے رہتے اور ہر چھ ماہ بعد خلیفة المسیح سے ملاقات کی تلقین کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ ان کی بیٹی اور اہلیہ کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔شاہ صاحب سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو، ایک بیٹی کو، اہلیہ کو ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆...☆...☆

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

ہے کہ اس میں فخر کا اظہار ہوتا ہو، دکھاوا ہوتا ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا تواضع میں یہ بات بھی شامل ہے کہ انسان اپنے بھائی کا جوٹھا پی لے۔ اور جس نے اپنے بھائی کا جوٹھا پی لیا اللہ تعالیٰ اس کے ستّر درجے بڑھائے گا۔ اس کے ستّر گناہ معاف کر دے گا اور اس کے لئے ستّر نیکیاں لکھی جائیں گی۔

(کنز العمال ۵۷۴۸)

بعض لوگ اس لئے کراہت کرتے ہیں کہ جوٹھا ہے یا فلاں میرے ہم پلہ نہیں۔اس لئے اس کا جوٹھا نہیں پینا، دوسرے کا پی لینا ہے۔اس میں بھی ایک قسم کا تکبّر ہے۔اس سلسلے میں ایک لطیفہ بھی ہے ہمارے ایک بزرگ تھے ان کے بچے نے آ کر شکایت کی کہ ابّا! فلاں بھائی نے یا بہن نے میرا پانی پی کر جوٹھا کر دیا ہے۔تو انہوں نے کہا بچے ایسی باتیں نہیں کیا کرتے۔اور اسی پانی کو پی لیا دیکھو اس کا جوٹھا میں نے پی لیا۔جوٹھا کوئی نہیں ہوتا۔تو بچے نے اور رونا شروع کر دیا کہ اب آپ نے بھی جوٹھا کر دیا۔تو بہر حال یہ جوٹھ کوئی نہیں ہوتا۔سوائے اس کے کہ کوئی بیماری ہو اور چھوت لگنے والی ہو اس میں احتیاط ضروری ہے۔

پھر ایک دفعہ کسی نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو یا خَیْرُ الْبَرِیَّہ کہہ دیا (یعنی اے مخلوق کے بہترین وجود) تو آپؐ نے فرمایا وہ تو ابراہیم علیہ السلام تھے۔ عاجزی کی انتہا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد نمبر ۳ صفحہ ۱۷۸)

پھر ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک شخص نے آ کر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو مخاطب کر کے فرمایا۔اے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔ ہم میں سے سب سے بہترین اور اے ہم میں سے سب سے بہترین لوگوں کی اولاد۔اے ہمارے سردار اور اے ہمارے سرداروں کی اولاد۔آپؐ نے سنا تو فرمایا۔کہ دیکھو! تم اپنی اصلی بات کہو اور کہیں شیطان تمہاری پناہ نہ لے۔میں محمد بن عبد اللہ ہوں اور اللہ کا رسول ہوں۔میں نہیں چاہتا کہ تم لوگ میرا مقام اس سے بڑھا چڑھا کر بتاؤ جو اللہ نے مقرر فرمایا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد نمبر ۳ صفحہ ۲۴۹ مطبوعہ مصر)

آج کل یہاں کسی کی تعریف کر دیں تو پھولے نہیں سماتا بلکہ فخر ہو رہا ہوتا ہے چاہے وہ اس مقام کا ہو بھی یا نہ۔اور آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا اسوۂ حسنہ دیکھیں۔ایک دفعہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے صحابہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔کہ تم میں سے کسی کو اس کے اعمال جنّت میں لے کر نہیں جائیں گے۔ صحابہؓ نے تعجب سے عرض کیا۔یا رسول اللہ! کیا آپ کے عمل بھی؟۔تو آپ نے فرمایا ہاں۔مجھے بھی اگر خدا کی رحمت اور فضل ڈھانپ نہ لیں تو میں بھی جنّت میں نہیں جا سکتا۔

(مسلم کتاب صفات المنافقین واحکامھم باب لن یدخل احد الجنة بعملہ)

اب دیکھیں عاجزی کی کتنی انتہا ہے حالانکہ کائنات کو آپ کی خاطر پیدا کیا گیا۔اور آپ کی عاجزی اس حد تک ہے اس انتہا تک ہے۔

(خطبہ جمعہ 2/جنوری 2004ء)

☆...☆...☆

اعلانِ وفات

مکرم مبارک احمد مبشر ربوہ سے اعلان بھجواتے ہیں کہ:

میری دادی مکرمہ نذیراں بیگم بیوہ مکرم ملک منیر احمد مرحوم کاتب روزنامہ الفضل مورخہ 4 دسمبر 2020ء کو 92 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کے میاں ملک منیر احمد 1962ء میں اس وقت وفات پا گئے جب ابھی دادی کی عمر 27 سال تھی۔ آپ نے بیوگی کا ایک لمبا عرصہ نہایت صبر وشکر اور دُعاؤں سے گزارا۔ آپ کے تین بچے تھے جن کو آپ نے سلائی کر کے پالا پوسا، پڑھایا لکھایا اور شادیاں کیں اور دارالعلوم میں 10 مرلہ زمین خرید کر آپ نے ایک مکان تعمیر کروایا اور بہت عزت کے ساتھ زندگی بسر کی۔ آپ کے دو بڑے بیٹے مکرم ملک رفیق احمد اور میرے والد مکرم حافظ ملک شفیق احمد بھی اپنے والد کی طرح اپنی بیگمات کو چھوٹی عمر میں چھوڑ کر وفات پا گئے اور آپ نے ان بچوں کو بھی پالا اور تیسرے سب سے چھوٹے بیٹے ملک لئیق احمد ابھی بقید حیات ہیں۔ آپ کی منجھلی بہو مکرمہ عطیہ شفیق بیوہ مکرم حافظ ملک شفیق احمد نے آپ کی ادھیڑ عمری میں بہت خدمت کی۔

میری بڑی امی مہاجرین میں سے تھیں اور ربوہ کے ابتدائی آباد کاروں میں انکا شمار ہوتا ہے۔ میری دادی جان کی شادی 1952 میں مکرم منیر احمد سے ہوئی۔ شادی کے بعد بھی بہت مالی اور جذباتی مصائب کا سامنا بہت ہمت اور حوصلے سے کیا۔ میرے دادا جان مکرم منیر احمد الفضل اخبار میں بطور کاتب خدمت سرانجام دیتے رہے۔ 1960 میں ان کی وفات کے بعد ان کے شدید مشقت کے سال شروع ہوئے۔ بچوں کو ان کے پیروں پر کھڑا کرنے کے لیے سلائی سیکھی اپنے بچوں کو پڑھایا لکھایا اور اپنے ایک بیٹے کو حافظ قران بنایا۔ 1994 میں میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میری والدہ کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑی رہیں اور ہم چاروں بہن بھائیوں کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دی اور ہمیں رزق حلال کھلایا اور رزق حلال کمانے کی ترغیب دی انہوں نے ہمیشہ مشکل کی گھڑی میں خدا پر توکل کیا اور ہمیں بھی خدا پر توکل کرنا سکھایا۔ میری دادی جان میری صرف دادی ہی نہیں تھیں بلکہ استاد بھی تھیں۔ انھوں نے مجھے ہر طرح کے حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا سکھایا کبھی انسانوں کی طرف نہیں دیکھنا بلکہ خدا سے اُسکا فضل مانگتے رہنا سکھایا۔ اپنی زندگی کے آخری ایام میں اپنی بیماری کا بہت حوصلہ مندی اور بہادری سے مقابلہ کیا۔ مرحومہ بہت دعا گو اور مہمان نواز خاتون تھیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں انکی دی ہوئی روایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور بڑی امی کو جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین

مرحومہ دادی نے اپنے پیچھے ایک بیٹا، تین بہوئیں، تین پوتے، چھ پوتیاں اور چھ پڑ پوتے، پڑپوتیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم حنیف احمد محمود کی پھوپھو تھیں۔ آپ کی نماز جنازہ اگلے روز مورخہ 5 دسمبر 2020ء کو مسجد بشیر میں ادا کی گئی اور عام قبرستان میں تدفین کے بعد دُعا کروائی گئی۔

قارئین روزنامہ الفضل سے مرحومہ دادی کی مغفرت اور درجات کی بلندی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

پر پہنچنے تک ہر وقت یہ خطرہ ہے۔ جب تک تم آخری منزل تک پہنچ نہیں جاتے یہ خطرہ سر پر منڈلا رہا ہے کہ کسی ایک قدم پر کسی ایک سیڑھی پر سے بھی تمہارا پاؤں کہیں پھسل نہ جائے۔ اگر پاؤں پھسلا تو تم پھر اپنی پہلی حالت میں واپس آ جاؤ گے۔ اس لئے وہی مومن فلاح پانے والے ہوں گے جو ہر سیڑھی پر پاؤں رکھتے ہوئے اپنے مقصد حیات کو حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کی جنتوں تک پہنچ جائیں گے اور جب وہاں پہنچ جائیں گے تو فرمایا پھر فکر کی کوئی بات نہیں ہے تم اس میں ہمیشہ رہنے والے ہو کیونکہ اب تمہاری اس محنت کی قدر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ بھی تمہاری حفاظت کرے گا۔‘‘

(خطبہ جمعہ 20/ اگست 2004ء بحوالہ alislam.org)

تقریب آمین

مکرم ملک اللہ بخش سابق کارکن تحریک جدید اعلان بھجواتے ہیں کہ:

خاکسار کی پوتی نجم السحر طاہر واقفہ نو بنت مکرم طاہر احمد ملک ربوہ نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساڑھے چھ سال کی عمر میں قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ بچی کو قرآن پڑھانے کی سعادت اس کی والدہ اور خاکسار کو ملی۔

تقریب آمین 22 اکتوبر 2020ء بروز جمعرات گھر پر منعقد ہوئی۔ مہمان خصوصی مکرم وکیل وقف نو تھے۔ آپ نے بچی سے قرآن کریم سنا اور دعا کروائی۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ بچی کو نیک قسمت کرے۔

اعلانِ ولادت

مکرم حماد احمد ربوہ سے اعلان بھجواتے ہیں کہ:

خاکسار کے بڑے بھائی مکرم اعتزاز احمد بھٹی آف سربٹن۔ برطانیہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے بیٹی جیسی رحمت اور نعمت سے نوازا ہے۔ پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت نام جاثیہ اعتزاز مرحمت فرمایا ہے۔

عزیزہ وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ اس سے قبل بھائی کی پہلی بیٹی عزیزہ ماہین بھٹی 27 جون 2018ء کو قضائے الٰہی سے آٹھ ماہ کی عمر میں وفات پا گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل اور پیارے آقا کی خاص دعاؤں کی بدولت بھائی کو نعم البدل عطا فرمایا ہے۔ عزیزہ جاثیہ اعتزاز کے دادا مکرم اعجاز احمد کا تعلق جماعت احمدیہ مرید کے ضلع شیخوپورہ سے ہے اور عزیزہ کے پردادا مکرم منشی نور حسین (مرحوم) کو لمبا عرصہ بطور صدر جماعت مرید کے خدمت کی توفیق ملی۔

احباب جماعت کی خدمت میں عاجزانہ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ جاثیہ اعتزاز کو صحت و سلامتی والی دراز عمر عطا فرمائے، خلیفۂ وقت کی فرمانبردار اور جماعت کے لئے مفید وجود بنائے اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ آمین

درخواست دعا

اخبار روزنامہ الفضل لندن آن لائن کو مختلف جہت سے قارئین کی طرف سے دُعاؤں کی درخواستیں ملتی رہتی ہیں جو گاہے بگاہے شائع کردی جاتی ہیں تا ایسے دوست یا خواتین جو بیمار ہیں وہ دنیا بھر کے احمدیوں کی دُعاؤں کے طفیل صحت پائیں۔ جو پریشان ہیں، مشکلات میں ہیں ان کی پریشانیاں اور مشکلات دور ہوں۔ جن کی اولاد نہیں یا اولاد نرینہ کی درخواست کر رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کی گودیں نیک، صالح، صحت مند اولاد سے ہری کرے۔ جو امتحانات دے رہے ہیں وہ نمایاں کامیابی پائیں۔ آمین

قارئین روزنامہ الفضل لندن آن لائن شہداء احمدیت کے پسماندگان کو اور اسیران راہ مولیٰ کو بھی اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اسیران کے لئے آسانیاں مہیاء فرمائے اور اسلام احمدیت کو دن دوگنی رات چوگنی ترقیات سے نوازتا چلا جائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح کو کامل صحت کے ساتھ درازی عمر عطا فرمائے۔ اپنی حفاظت خاص میں رکھے اور روح القدس سے اپنی تائیدات سے نوازتا رہے اور ہم تمام احباب جماعت کو خلافت کی برکات و فیوض سے حصہ لینے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین

(ادارہ)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

آج کی دعا

رَبِّ قَدۡ اٰتَیۡتَنِیۡ مِنَ الۡمُلۡکِ وَ عَلَّمۡتَنِیۡ مِنۡ تَاۡوِیۡلِ الۡاَحَادِیۡثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۟ اَنۡتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ ۚ تَوَفَّنِیۡ مُسۡلِمًا وَّ اَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَ۔

(سورۃ یوسف:102)

ترجمہ: اے میرے ربّ! تو نے مجھے امورِ سلطنت میں سے حصہ دیا اور باتوں کی اصلیّت سمجھنے کا علم بخشا۔ اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! تُو دنیا اور آخرت میں میرا دوست ہے۔ مجھے فرمانبردار ہونے کی حالت میں وفات دے اور مجھے صالحین کے زُمرہ میں شامل کر۔

یہ حضرت یوسفؑ کی حکومت وعلم ملنے پر شکریہ اور انجام بخیر کی پیاری دعا ہے۔

ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’جب اللہ تعالیٰ ہم پر احسان فرماتے ہوئے اپنے انعامات سے نوازتا ہے تو اس پر متکبر ہونے کی بجائے، فخر کرنے کی بجائے اللہ کے حضور جھکنا چاہئے۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ایک نیک بندے کی مثال دیتے ہوئے ایک دعا سکھاتا ہے کہ ان چیزوں پر فخر کرنے کی بجائے اللہ کے آگے جھکو گے تو اس کے فضلوں کے وارث بنو گے۔ یہ سورۃ یوسف کی آیت ہے۔ فرمایا رَبِّ قَدۡ اٰتَیۡتَنِیۡ مِنَ الۡمُلۡکِ وَ عَلَّمۡتَنِیۡ مِنۡ تَاۡوِیۡلِ الۡاَحَادِیۡثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۟ اَنۡتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ ۚ تَوَفَّنِیۡ مُسۡلِمًا وَّ اَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَ (یوسف:102) اے میرے رب تُو نے مجھے امور سلطنت میں سے حصہ دیا اور باتوں کی اصلیت سمجھنے کا علم بخشا۔ اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے تو دنیا و آخرت میں میرا دوست ہے، مجھے فرمانبردار ہونے کی حالت میں وفات دے اور مجھے صالحین کے زمرے میں شمار کر۔

یعنی یہ جو سب نعمتیں مجھے عطا کی ہیں تیرے اس سلوک کی آئینہ دار ہیں کہ میرے تیری طرف صدق اور سچائی سے بڑھنے کو تُو نے قبول کیا اور مجھے یہ مقام عطا فرمایا اور مَیں امید کرتا ہوں کہ جس طرح دنیا میں یہ دوستی کے نظارے دکھائے آخرت میں بھی تو میرا دوست ہو گا۔ اسلئے مَیں دعا کرتا ہوں کہ مجھے کامل فرمانبرداروں کی حالت میں وفات دینا تا کہ آخرت میں بھی میرا ان لوگوں کے ساتھ جوڑ ہو جو صالحین ہیں۔ تیرا قرب پانے والے ہیں۔ جنکے مقام ہر آن، ہر وقت، ہر لمحہ جنت میں بلند ہوتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا صرف ہمیں ایک واقعہ کی صورت میں بیان نہیں فرمائی بلکہ اسلئے بیان کی ہے کہ اس پر عمل کرنے کیلئے مومن کو ہر وقت تیار رہنا چاہئے تا کہ نیک اعمال کر کے وہ بھی صالحین کے گروہ میں شمار ہو سکے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 22/ستمبر 2006ء)

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

درخواست دعا

مکرم شیخ ظافر احمد سیرالیون سے اعلان بھجواتے ہیں کہ:

خاکسار کے بڑے بھائی مکرم شیخ خالد احمد صاحب صاحب سابق قائد مجلس واہ کینٹ، سابق نائب قائد علاقہ راولپنڈی و جنرل سیکریٹری برمنگھم، حال مقیم برطانیہ کرونا کی وجہ سے شدید بیمار ہیں آکسیجن لیول کم ہونے کی وجہ سے ہسپتال میں داخل ہیں۔

تمام احباب سے درخواست ہے کہ ان کو اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھیں کہ کسی قسم کی کوئی پیچیدگی نہ ہو اور اللہ تعالیٰ آپ کو شفائے کاملہ وعاجلہ عطاء فرمائے۔ آمین

اعلانِ وفات

مکرمہ منصورہ حلیم اہلیہ قریشی عبد الحلیم حال مقیم کینیڈا اعلان بھجواتی ہیں کہ:

خاکسار کے والد محترم ملک غلام حبیب دارالصدر غربی 1 ربوہ حلقہ قمر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ 29 اکتوبر 2020ء بروز جمعرات وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کچھ عرصہ سے بوجہ عارضہ قلب علیل تھے۔ پیارے ابا بہت خوبیوں کے مالک تھے۔ نہایت شفیق، حلیم مزاج، بہت محبت کرنے والے تھے۔ اِنکی مہمان نوازی کا ہر ایک گواہ ہے۔ اُنکی یاد سے بہت شفیق اور مسکراتا چہرہ ہی ہر ایک کے ذہن میں اُبھر کر سامنے آتا ہے۔

احباب جماعت کی خدمت میں اُنکی بلندی درجات کے لئے خصوصی دُعا کی درخواست ہے۔ آپ کی نماز جنازہ اُسی روز دارالضیافت میں ناظر صاحب ضیافت نے پڑھائی۔

اگلے روز کینیڈا کی مسجد بیت السلام پیس ولیج میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد ان کی نماز جنازہ غائب ادا کی گئی۔

14 دسمبر 2020ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	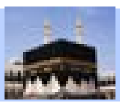	05:28	17:41
مدینہ منورہ	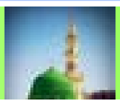	05:34	17:35
قادیان	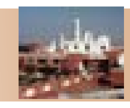	05:53	17:26
ربوہ	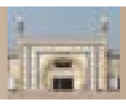	05:33	17:06
اسلام آباد ٹلفورڈ		06:31	15:55